﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ عبده المسیح الموعودؑ﴾

انصارالدین

جلد ۳ نمبر ۱

جنوری تا فروری ۲۰۰۶ء

انصاراللّٰہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر (اردو)
محمود احمد ملک

نائبین
عبدالمجید عامر
حسن خان

مدیر (انگریزی): **احد بھنو**

مینیجر: **محمد اسحٰق ناصر**

سرورق و تصاویر: **عمیر علیم**

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF e-mail address: ansaruddin_uk@yahoo.co.uk

اداریہ:

1974ء میں جب پاکستان کے نام نہاد مذہبی رہنماؤں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف یہ قرار داد پیش کی کہ اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے تو اس وقت سستی شہرت حاصل کرنے اور اپنے سیاسی مفادات کی خاطر اکثر سیاسی رہنماؤں نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ تب پاکستان کی قومی اسمبلی میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے سب مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کو بڑے واضح طور پر انذار فرمایا تھا کہ وہ مذہبی منافرت کی ایک ایسی آگ بھڑکا رہے ہیں جس کی لپٹیں ان کے گھروں تک بھی پہنچیں گی اور ان کے درو بام خاکستر ہو کر رہ جائیں گے۔ نیز فرمایا کہ ملک ایک ایسی نحوست کی گرفت میں آجائے گا جس سے نجات پانے کا کوئی راستہ نہ ملے گا۔ آپؒ نے بالخصوص شیعہ حضرات کو انتباہ کیا کہ ایسا کرنا ان کے اپنے امن و امان کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان کا موجب ہوگا۔ لیکن اُس وقت مذہبی منافرت کی ایسی آندھی چل رہی تھی کہ کسی نے بھی اس نصیحت کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔

یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے چنیدہ اور برگزیدہ بندوں کو نورِ فراست عطا فرماتا ہے اور وہ اُس نور کی روشنی میں بولتے، چلتے اور فیصلے کرتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ کوئی بات کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ اُن کی لاج رکھنے کی خاطر ویسے فیصلے ہی فرما دیا کرتا ہے۔ پس تاریخ گواہ ہے کہ 1974ء کے بعد پاکستان میں وہی کچھ ہوا جس کے متعلق امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے انذار فرمایا تھا۔ اس کے بعد ملک بھر میں مذہبی منافرت کا جو سیلاب آیا وہ ہر امن و امان کو غرقاب کر گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے جماعتِ احمدیہ کی مساجد کو مقفل اور ویران کروایا اور جبری طور پر احمدیوں کو خدائے واحد کی عبادت سے روکنے کی کوشش کی خود ان کا یہ حال ہوا کہ اُن کا خود اپنی مساجد میں عبادت کے لئے جانا ایک عذاب بن کر رہ گیا۔ جتنے حملے سنیوں نے شیعہ مساجد پر کئے اور اسی طرح شیعوں نے جتنے حملے سُنیوں کی مساجد پر کئے اور جو قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اس کی مثال برصغیر کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ دونوں فرقوں کے علماء کی انگیخت پر بے شمار مسلمانوں کو عین عبادت کے دوران اس طرح قتل کیا گیا کہ عبادت گاہیں مذبح بن کر رہ گئیں۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ پاکستان میں مختلف مذہبی فرقوں اور سیاسی جماعتوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنا ان کے آپس کے مذہبی اختلافات اور سیاسی وجوہ اور انتقام کی خواہش پر مبنی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ احمدیوں نے (باوجود اس کے کہ ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے) کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا اور نہ ہی ظلم کا انتقام ظلم سے لیا۔ احمدیوں کے اموال لوٹ لئے گئے، ان کے کاروبار تباہ کر دیئے گئے، گھروں کو نذرِ آتش کر دیا گیا حتیٰ کہ انہیں نہایت سفاکی اور بربریت کے ساتھ قتل کر دیا گیا مگر ان کا نمونہ وہی رہا جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا تھا۔ انہوں نے کبھی صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑا۔

چند سال قبل گھٹیالیاں میں عین عبادت کے دوران پانچ احمدیوں کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا تھا اور اب حال ہی میں مونگ میں بھی ویسی ہی سنگدلی کے ساتھ آٹھ احمدیوں کو عین عبادت کے دوران شہید کر دیا گیا ہے۔ دنیا بھر میں حقوقِ انسانی کے تحفظ کے اداروں نے اس بات پر شدید تشویش ظاہر کی ہے کہ جس طرح گھٹیالیاں کے حملہ آوروں کی نشاندہی ہونے کے باوجود انہیں کیفرِ کردار تک پہنچانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اسی طرح مونگ کی مسجد پر حملہ کرنے والوں کو بھی اُن کے انجام تک پہنچانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ جب تک ایسا نہیں کیا جاتا اُس وقت تک کسی کے تحفظ کی ضمانت مشکل امر ہوگا۔

حکومت اور انتظامیہ کو بخوبی علم ہے کہ ان وحشیانہ کارروائیوں کے پس پردہ کن ظالموں کا ہاتھ ہے مگر غالباً اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر وہ ان پر ہاتھ ڈالنے اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچانے سے گریزاں ہیں۔ جبکہ بحیثیت حکمران اُن کا فرض ہے کہ وہ بلا امتیاز مذہبی اختلافات کے اپنی مملکت کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ لیکن اکثر حکومتیں اس میں بری طرح ناکام رہی ہے جس کے لئے وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ کاش وہ اپنے پیشرؤں کا انجام دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جہاں تک ایسے جنونی مذہبی رہنماؤں کا تعلق ہے جو لوگوں کو مساجد میں خدا تعالیٰ کا نام لینے سے روکتے ہیں ان کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دنیا میں ان کے لئے رسوائی اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے۔ مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ پس جو لوگ خدا تعالیٰ کی عبادت کے راستہ میں روک بنتے ہیں وہ اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ انکار اور استہزاء کے نتیجہ میں پوری قوم عذاب کی مستحق قرار پا جاتی ہے جس کا نتیجہ خوفناک سزا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم کو سمجھ عطا کرے اور اپنے عذاب اور سزا سے بچائے۔ آمین

درس القرآن

﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اُن کے متعلق (یہ) مت کہو کہ وہ مردہ ہیں۔
(وہ مردہ) نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔ (سورۃ البقرۃ 155)

اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ جو مسلمان خدا تعالیٰ کی راہ میں یا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے شہید ہو گئے ہوں تم انہیں مردہ مت کہو۔ وہ خدا تعالیٰ کے زندہ سپاہی ہیں اور خدا تعالیٰ ضرور ان کا بدلہ لے گا۔ اسلام کے آغاز میں ایک صحابیؓ اگر شہید ہوئے تو ان کے مقابلہ میں کئی کئی کفار ہلاک ہوئے۔ ہر جنگ میں کفار مسلمانوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہلاک ہوئے۔ اسی طرح بعد میں بھی یہ دیکھا گیا کہ اگر کسی جگہ ظلم کے نتیجہ میں کسی کو شہید کیا گیا تو خدا تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں کو ان کے بدلہ میں ہلاک کر دیا۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ کو جب شہید کیا جانے لگا تو انہوں نے بہت واضح انداز میں انذار فرمایا کہ اس کا نتیجہ بہت برا ہو گا۔ پھر اس کے بعد جو تباہی کابل پر آئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اس آیت کے ایک اور معنی ہیں کہ جن اشخاص یا قوموں کے کام جاری رکھنے والے لوگ موجود ہوں ان کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مرے نہیں۔ مردہ اسے کہتے ہیں جو مرے اور اس کا کوئی اچھا اور نیک قائم مقام نہ ہو۔ کیونکہ جن کاموں کے لئے انہوں نے جان دی اس کے چلانے والے لوگ موجود ہیں تو ان کے مرنے کے بعد ایک کی جگہ دوسرا اور اس کی جگہ ایک اور وہی کام کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس ان کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اچھے قائم مقام پیدا کر دئے ہیں۔ ایسے لوگ اور قومیں اپنی تعداد میں بڑھتی رہتی ہیں اور اپنے نصب العین کے قریب ہوتی جاتی ہیں۔ وہ قوم کبھی نہیں مرتی جس کے افراد اپنے شہداء کی جگہ لیتے چلے جاتے ہیں۔ جو قوم اپنے قائم مقام پیدا کرتی چلی جاتی ہے خواہ وہ کتنی بھی چھوٹی ہو اسے کوئی نہیں مار سکتا۔ جو قوم قربانی کے اس معیار پر پہنچ جائے اسے کوئی تباہ نہیں کر سکتا اور ایسی قوم وہی ہوتی ہے جسے خدا تعالیٰ خود کھڑا کرتا ہے۔

اس آیتِ کریمہ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ شہید ہر قسم کے رنج و غم سے آزاد کئے جاتے ہیں، وہ خوش و خرم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس زندگی سے اعلیٰ زندگی حاصل کر لی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ انہیں مردہ نہ کہو۔ کیونکہ موت غم پر دلالت کرتی ہے۔ قرآنِ کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں خدا تعالیٰ سے ایسے انعامات مل رہے ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ سکھ کی حالت دیئے جاتے ہیں پھر انہیں مردہ کہنا درست نہیں۔

اس آیت کے ایک معنی یہ ہیں کہ شہید کو اعلیٰ حیات مرنے کے بعد ہی مل جاتی ہے۔ جب کہ دوسرے لوگوں کو ایک عرصہ تک ایک درمیانی حالت میں رہنا پڑتا ہے۔ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید تین دن کے اندر اندر زندہ ہو جاتا ہے اور اس کمال کو حاصل کر لیتا ہے جسے دوسرا شخص ایک لمبے عرصہ میں حاصل کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے مر کر فوراً وہ زندگی حاصل کر لی جس میں روح کو کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ شہید خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی جان دے دیتا ہے اس لئے اسے مرنے کے بعد ہی ایک اعلیٰ حیات مل جاتی ہے۔

اس آیت میں ایک اور معنی بھی ہیں کہ شہید کے اعمال کبھی ختم نہیں ہوتے۔ وہ زندہ ہوتے ہیں اور ان کے اعمال ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر جان دی ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ان کے اعمال ختم ہو جائیں۔ جس طرح دوسرے لوگ مختلف عبادات کا ثواب حاصل کر رہے ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ شہداء کے نیک اعمال کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح وہ خدا تعالیٰ کے قرب میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہادت کا مقام حاصل کرنے والوں کو دائمی زندگی ملتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والے کبھی نہیں مرتے بلکہ وہ قیامت تک زندہ رہتے ہیں اور آئندہ نسلیں ان کا نام لے لے کر ان کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔ اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ تم شعور سے کام لو اور انہیں مُردہ کہہ کر ان کی بے حرمتی مت کرو۔ وہ زندہ ہیں کیونکہ انہوں نے مر کر اپنی قوم کو زندہ کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے شہداء احمدیت ہمارا اثاثہ ہیں ہمیں ان کی قربانیوں کو یاد رکھنا چاہئے اور ان کے لئے اور ان کی نسلوں کے لئے دعا گو رہنا چاہئے۔

حدیث النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ کا ہر ارشاد ہی اس قابل ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے، اس پر غور کیا جائے اور اس پر عمل کرنے کی دل و جان سے کوشش کی جائے۔ ذیل میں چند ایسی احادیث کا انتخاب ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے جن سے یہ علم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول اور قرب کے حصول کے کیسے کیسے مختلف طریق اللہ کے نیک بندوں نے اختیار کئے جو اللہ تعالیٰ کے حضور اس لئے مقبول ہوئے کہ اُن نیک وجودوں کے دل صدق وصفا سے پُر اور دنیاوی آلائشوں سے پاک تھے۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل میں جارہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ اُس نے بادل میں سے آواز سُنی کہ اے بادل فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔ پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسی۔ پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔ وہ شخص بھی اس نالے کے کنارے کنارے چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالہ ایک باغ میں جاداخل ہوا ہے اور باغ کا مالک کدال سے پانی اِدھر اُدھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اُس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے اس بادل میں سے سُنا تھا۔ پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے! تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟۔ اُس نے کہا مَیں نے اس بادل میں سے جس کی بارش کا تم پانی لگا رہے ہو، یہ آواز سنی تھی کہ اے بادل فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے جس کا یہ بدلہ تجھ کو ملا ہے۔ باغ کے مالک نے کہا۔ اگر آپ پوچھتے ہیں تو سنیں۔ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں، ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزارہ کے لئے رکھتا ہوں اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بار مَیں اور نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ مسجد کی دہلیز کے پاس ہمیں ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا: یارسول اللہ، ساعت (یعنی قیامت) کب ہوگی؟۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس پر وہ شخص بوکھلا سا گیا، پھر کہنے لگا: یارسول اللہ! مَیں نے اس کے لئے نہ تو بہت سے روزے رکھے ہیں اور نہ بہت سی نمازیں پڑھی ہیں اور صدقات دیئے ہیں۔ لیکن ایک بات ضرور ہے: مَیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے ایک للّٰہی بھائی سے جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا، ملاقات کے لئے نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ مقرر کردیا۔ جب وہ شخص اس فرشتے کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا: کدھر جارہے ہو؟ اُس نے جواب دیا: مَیں فلاں سے ملنے جارہا ہوں!۔ اُس نے پوچھا: کیا رشتہ داری کی وجہ سے؟۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ اس نے پوچھا: تو پھر اس کے کسی احسان کی پاسداری کی وجہ سے؟۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ اس نے کہا: تو پھر کس سبب سے اس کے پاس جارہے ہو؟۔ اس نے جواب دیا: اس لئے کہ مجھے اس سے للّٰہی محبت ہے۔ اس فرشتے نے کہا: تو سنو، مَیں تمہاری طرف خدا کا یہ پیام لے کر آیا ہوں کہ وہ (خدا) بھی تم سے محبت کرتا ہے، اس وجہ سے کہ تم اس شخص سے صرف خدا کی خاطر محبت کرتے ہو۔

کلام الامام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو عظیم الشان پیشگوئی بابت مصلح موعود عطا ہوئی تھی۔ اُس میں نوّے سے زائد بشارتیں عطا کی گئی تھیں۔ اس پیشگوئی کا ہر ہر لفظ ایسا ایمان افروز ہے جس کی تشریح میں کتب رقم کی جاسکتی ہیں۔ ذیل میں اس پیشگوئی کا منتخب حصہ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے جسے حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے اشتہار میں تحریر فرمایا تھا:

''قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل و احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔''

''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا، وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ **مظهر الاوّل و الاخر۔ مظهر الحق والعلاء۔ کان اللّٰه نزل من السّمآء۔** جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ **و کان امراً مقضیا۔**''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جس موعود فرزند کی بشارت مذکورہ زوردار الفاظ میں اپنے پاک بندے اور مسیح محمدی کو عطا فرمائی تھی، جب وہ بیٹا عطا فرمایا گیا تو اُس کی زندگی کا ہر دن بھی ایک نشان کے طور پر محفوظ رکھا گیا۔ بچپن میں ہی آپ مختلف امراض کا شکار ہوگئے اور اس وجہ سے آپ کی بینائی بھی بہت کمزور ہوگئی۔ نیز آپ مروّجہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے سے بھی محروم رہے۔ لیکن اس کے باوجود خدا کے سایہ میں پروان چڑھنے والے اس بچہ نے بڑے ہوکر اسلام کی خدمت کے وہ شاندار کارنامے سرانجام دیئے جن کی بدولت آپ کا اسم گرامی ہمیشہ تاریخ میں اسلام کی خدمت کرنے والوں میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

ارشاد سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''ایسے لوگ عبادت کے خلاف ہوتے ہیں یا بلاوجہ کا اعتراض اٹھا رہے ہوتے ہیں ان کو بھی تکلیف کے وقت دُعا یاد آ جاتی ہے۔ وہ ان لوگوں کی طرح ہیں جن کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ جب ان کو طوفان گھیر لیتا ہے تو رونا پیٹنا دعائیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ طوفان ٹل جاتا ہے اور خشکی پر پہنچ جاتے ہیں تو پھر منکر ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا یہ اللہ ہے جو اس طرح بےقراروں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور تکلیفیں دور کرتا ہے اور ہم یہ نظارے ماضی میں بھی دیکھ چکے ہیں۔ انہی دعائیں کرنے والوں نے دنیا پر حکومت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کا وارث بنایا۔ اس لئے تمہارے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اگر عبادتیں کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے بھی حصہ پاتے رہو گے۔

دیکھ لیں جب عبادتوں کے معیار کم ہونے شروع ہو گئے تو آہستہ آہستہ مسلمانوں کا رعب بھی ختم ہوتا رہا۔ آج ہر طاقتور قوم ان سے جو سلوک کرنا چاہے کرتی ہے اور اب تو ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ تو یاد رکھو کہ یہ انعام انہی عبادتوں کی وجہ سے تھے جو ہمارے آباء و اجداد نے کیں یا کرتے رہے، جو صحابہ نے کیں، ان کی وجہ سے فتوحات حاصل کیں۔ اور یہ انعام اب بھی مل سکتے ہیں اور ملتے رہیں گے اگر عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہی۔ اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس مادی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کر کے تم اپنی کھوئی ہوئی میراث حاصل کر لو گے، تو یہ وہم ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دنیاداری اور نفس پرستی نے اور دنیا کی چکاچوند نے اتنا زیادہ اپنے آپ میں منہمک کر دیا ہے کہ تمہیں یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ یہ ہو کیا رہا ہے اور تم اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔ جن مسلمان ملکوں اور لیڈروں کے پاس حکومتیں ہیں ان کو اس طرف سوچنے کی فرصت ہی نہیں ہے نہ ہی سوچنا چاہتے ہیں۔ اور یہ سب جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دنیاداری ہی ہے، یہ عبادتوں میں کمی ہی ہے جس نے امت مسلمہ کی یہ حالت کر دی ہے، یہاں تک پہنچا دیا ہے۔ پس یہ سوال اٹھانے کی بجائے کہ اللہ کو عبادتوں کی کیا ضرورت ہے اور عبادت مشکل ہے اور اس زمانے میں اس طرح ادائیگیاں نہیں ہو سکتیں، ہر احمدی مسلمان ہر دوسرے مسلمان کو یہ سمجھائے، ہر دوسرے کو سمجھائے کہ یہ کھوئی ہوئی شان اگر دوبارہ حاصل کرنی ہے تو پھر عبادتوں کی طرف توجہ دو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو کیونکہ مسلمان کہلا کر پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کر کے ہم اس کے انعاموں کے وارث نہیں بن سکتے۔

یاد رکھو یہی مسلمان کی شان ہے اور یہی ایک احمدی کی بھی شان اور پہچان ہونی چاہئے اور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو۔ اور یہی عبادتیں ہیں جو اسے عاجزی میں بھی بڑھائیں گی اور یہی عاجزی ہے جو پھر اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقع بھی مہیا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب میں جگہ دے گا اور اسے انعام بھی ملیں گے۔ پس عقل کرو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ انعام عاجز ہو کر عبادت کرنے والے کو ہی ملتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ عبادتیں کرنے والے عبادتوں میں تھکتے بھی نہیں، بےصبرے بھی نہیں ہو جاتے۔ یہ سوال بھی نہیں اٹھاتے کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنی مشکل ہیں۔ بلکہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتا ہے ﴿وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَایَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ (الانبیاء:20)۔ اور اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اس کے حضور رہتے ہیں اس کی عبادت کرنے میں استکبار سے کام نہیں لیتے اور نہ کبھی تھکتے ہیں۔ تو جب آسمانوں اور زمین میں ہر چیز اسی کی ہے تو پھر اس سے زیادہ کون اہم ہے جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔''

(ارشاد فرمودہ ۳/دسمبر ۲۰۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن)

قادیان دارالامان

(ڈاکٹر شمیم احمد)

خدا تعالیٰ خالقِ کائنات اور ربّ العالمین ہے۔ اس کی تخلیق میں انسان اشرف المخلوقات کا درجہ رکھتا ہے۔ انسان کی ضروریات کے لئے تمام اشیاء بہم فرمانا اس کی صفتِ ربوبیّت کا خاصہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفتِ ربوبیّت مادی و روحانی دونوں قسم کی ضروریات پر حاوی ہے۔ جہاں وہ مادی سامان عطا کرتا ہے وہاں روحانی ہدایت کے لئے بھی سامان مہیا فرماتا ہے۔ جب بھی خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ بنی نوعِ انسان میں روحانیت مفقود ہو رہی ہے اور وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک رہے ہیں تو اس نے مختلف زمانوں میں مختلف اقوام میں رسول بھجوائے تا کہ وہ انہیں سبیل الرشاد کی طرف رہنمائی کر سکیں۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی کسی جگہ ظلمت کا زور ہوا، اسی مقام پر خدا تعالیٰ نے رسول بھجوائے۔ بعض ایسی بستیاں تھیں جنہوں نے بدنصیبی سے مسلسل انکار اور استہزاء سے کام لیا جس کے نتیجہ میں وہ بستیاں برباد کر دی گئیں، صرف ان کے آثار اور نام عبرت کے لئے محفوظ رکھے گئے۔ کچھ ایسے خوش نصیب مقامات بھی تھے کہ جہاں کے رہنے والوں نے بالآخر خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کر لیا اور ان سرزمینوں کو شعائر اللہ کے طور پر محفوظ رکھا گیا۔ چنانچہ سیّدِ ولدِ آدم، فخر الرسل، شاہِ دوعالم کے مولد و مسکن مکّہ اور ہجرت گاہ مدینہ منورہ کی سرزمین ایسی ہی خوش نصیب بستیاں ہیں جو دائمی طور پر مہبطِ برکات و انوار بنا دی گئیں اور جن کی طرف لوگ جوق در جوق رجوع کرتے ہیں۔ آپؐ کے روحانی فرزند اور اس زمانے کے امام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مولد و مسکن قادیان کو بھی خدا تعالیٰ نے جائے نزولِ انوار بنا دیا اور اس کے مقامات کو شعائر اللہ قرار دیا۔

آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کے ظہور کی علامات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہیں کہ اس وقت کیا حالات ہوں گے اور تمام نشانیوں کو وضاحت سے بیان فرمایا تا کہ اسے پہچاننے میں کوئی ابہام نہ رہے۔ یہ بھی فرمایا کہ وہ فارسی النسل ہوگا اور امام منکم یعنی تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ پھر نہ صرف اس کا حلیہ مبارک بیان فرمایا بلکہ یہاں تک بتا دیا کہ اس کا ظہور کدعہ کی بستی سے ہوگا۔ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک طوسی نے اپنی کتاب جواہر الاسرار میں یہ حدیث درج فرمائی ہے:

''در اربعین آمده است که خروج مهدی از قریة کدعه باشد۔ قال النبی ﷺ یخرج المهدی من القریة یقال لها کدعه و یصدقه اللّٰه تعالیٰ ویجمع اصحابه من اقصی البلاد۔''

(جواھر الاسرار صفحہ56)۔ یعنی لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام کا خروج کدعہ بستی سے ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ایک ایسی بستی سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے دعویٰ کی تصدیق کرے گا اور اُس کے پاس دور دور کے ملکوں سے اُس کے ساتھیوں کو جمع کرے گا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں بتایا گیا کہ امام مہدی کا تعلق زمیندار گھرانے کے ساتھ ہوگا اور اس کی بستی کے پاس ایک نہر بھی ہوگی۔ فرمایا: **یخرج رجل من وراء النهر یقال لهٗ حارث الحراث۔ رواہ ابو داؤد۔** (مشکوۃ باب اشراط الساعۃ)۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق یقیناً ایک زمیندار گھرانے کے ساتھ تھا اور قادیان دریائے بیاس کے پیچھے واقع ہے۔

قادیان کی تاریخ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق اہلِ فارس کی مشہور شاخ برلاس کے ساتھ تھا جن کے ایک بزرگ مرزا ہادی بیگ سمرقند سے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ معزز سرداروں میں شمار کئے جاتے تھے اور شاہی خاندان کے ساتھ انہیں خاص تعلق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خاندان کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:''ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور اُن کے ساتھ قریباً دوسو آدمی اُن کے طابع اور خدام اور اہل وعیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہوگئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا نام لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ قاضی رہا اور پھر قادی بنا اور اس سے بگڑ کر قادیاں بن گیا۔...... اور کیونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے؟ مگر کاغذات سے پتہ چلتا ہے کہ اُس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیانِ ریاست میں سے تھے اور انہیں کسی قومی خصومت اور تفرقہ کی وجہ سے اُس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا۔ پھر اِس ملک میں آکر بادشاہِ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطورِ جاگیر ان کو ملے چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست اُن کی ہوگئی۔''

(کتاب البریہ صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۷)

قادیان کی آباد کاری 1530ء میں ہوئی جب کہ مغلیہ خاندان کے بادشاہ، شہنشاہ بابر کی ہندوستان پر حکومت تھی۔ جب مرزا ہادی بیگ کو بادشاہِ وقت کی طرف سے جاگیر عطاء ہوئی تو انہوں نے اس جاگیر کے وسط میں ایک میدان میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے ایک قلعہ کی صورت میں بستی آباد کی جس کا نام انہوں نے اسلام پور رکھا۔ چونکہ وہ اس علاقہ کے قاضی بھی تھے اس لئے اس بستی کا نام اسلام پور قاضی پڑ گیا۔ یہی اسلام پور قاضی ہے جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ جب یہ بستی آباد ہوئی تھی تو اس کے گرد ایک بہت بڑی فصیل بھی

بنائی گئی تھی جس کی چوڑائی اتنی زیادہ تھی کہ ایک وقت میں تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر چل سکتے تھے اور اس کی بلندی تقریباً بیس تا بائیس فٹ بیان کی جاتی ہے۔ اس وقت قادیان میں داخل ہونے کے لئے چار دروازے تھے جو بٹالی، پہاڑی، موری اور ننگلی دروازے کہلاتے تھے۔ فصیل پر چار بڑے برج بھی بنائے گئے تھے جن میں تقریباً ایک ہزار سوار اور پیادہ فوج رہتی تھی۔ دروازے رات کو حفاظت کے لئے بند کر دئے جاتے تھے اور دن کے وقت کھلے رہتے تھے۔ گویا قادیان ایک مضبوط قلعہ کی صورت میں تھا۔

تذکرہ رؤسائے پنجاب میں سر لیپل گرفن نے حضرت اقدسؑ کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ''شہنشاہ بابر کے عہدِ حکومت کے آخری سال یعنی 1530ء میں ایک مغل مسمّٰی ہادی بیگ بادشاہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا اور ضلع گورداسپور میں بود و باش اختیار کی۔ یہ کسی قدر لکھا پڑھا آدمی تھا اور قادیان کے گرد و نواح کے ستّر مواضع کا قاضی یا مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ قادیان اس نے آباد کیا اور اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا جو بدلتے بدلتے قادیان ہو گیا۔ کئی پشتوں تک یہ خاندان شاہی عہدِ حکومت میں معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔''

غرض مرزا ہادی بیگ کا خاندان اس علاقہ میں آباد ہوا اور ان کی وفات کے بعد ان کے خاندان کے عظمت و جلال میں اضافہ ہوتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پردادا کے زمانہ میں قادیان نے بہت ترقی کی۔ اُن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا مرزا گل محمد صاحب ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے۔ جن کے پاس اُس وقت 85 گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے اُن کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ تاہم ان کی جواں مردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مروّت کے طور پر بعض تفرّقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دیئے تھے جو اب تک اُن کے پاس ہیں۔ غرض طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خود مختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانچ سو آدمی کے یعنی کبھی کم اور کبھی زیادہ اُن کے دستر خوان پر روٹی کھاتے تھے۔ اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآن شریف کے اُن کے پاس رہتے تھے جن کے کافی وظیفے مقرر تھے۔ اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر بہت ہوتا تھا۔ اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تارکِ نماز ہو۔ یہاں تک کہ چکی پیسنے والی عورتیں بھی پنجوقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں۔ اور گرد و نواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیان کو جو اس وقت اسلام پور کہلاتا تھا مکّہ کہتے تھے کیونکہ اُس پُر آشوب زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے لئے یہ قصبہ مبارکہ پناہ کی جگہ تھی۔ اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فسق اور ظلم نظر آتا تھا اور قادیان میں اسلام اور تقویٰ اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے خود اس زمانہ کے قریب زمانہ پانے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس قدر قادیان کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے کہ گویا وہ اُس زمانہ میں باغ تھا جس میں حامیانِ دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جواں مرد آدمیوں کے صد ہا پودے پائے جاتے تھے۔ اور اس نواح میں یہ واقعات مشہور ہیں کہ مرزا گل محمد صاحب مرحوم مشائخ، وقت کے بزرگ لوگوں اور صاحبِ خوارق اور کرامت تھے جن کی صحبت میں رہنے کے لئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیان میں جمع ہو گئے تھے اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہ کثیر مخالفینِ دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایتِ دین اور ہمدردی مسلمان کی صفت میں نہایت مشہور تھے اور اُن کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے تھے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر اور بارُعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی بار اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اُس زمانہ میں ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور اُس نے مرزا گل محمد صاحب کے مدبّرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوشِ نصرتِ دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور ان کے مختصر دربار کو عقلمند اور نیک چلن اور بہادروں سے پُر پایا۔ تب وہ چشم پُر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اِس جنگل میں خاندانِ مغلیہ میں سے ایک مرد موجود ہے جس میں صفاتِ ضروریہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں تو اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایامِ کسل اور نالیاقتی اور بدوصفی ملوکِ چغتائیہ میں اس کو تختِ دہلی پر بٹھایا جائے''۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۴۷ تا ۱۵۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پردادا مرزا گل محمد صاحب کے زمانہ تک قادیان نہ صرف پُر امن اور پُر رونق بستی تھی بلکہ دینی لحاظ سے واقعی اپنے نام کی مناسبت سے اسلام پور تھا۔ مرزا گل محمد صاحب کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے مرزا عطاء محمد صاحب یعنی حضور اقدسؑ کے دادا اُن کے جانشین ہوئے تو اُس وقت ملکی و سیاسی حالات بہت بدل چکے تھے۔ اُس وقت سکھ قوم بہت طاقت پکڑ چکی تھی۔ سکھوں نے قادیان پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے قادیان پر بہت تباہی آئی۔ اُس کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں: ''جب میرے پردادا فوت ہوئے تو بجائے اُن کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد صاحب فرزندِ رشید اُن کے گدی نشین ہوئے۔ اُن کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے بہت تدبیریں کیں مگر قضاء و قدر ان کے ارادہ کے موافق نہ تھی اس لئے ناکام رہے۔ یہاں تک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیان رہ گئی اور قادیان اس وقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا اور اس کے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے اور چند توپیں تھیں اور فصیل بائیس فٹ کے قریب اونچی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل پر اس پر جا سکتے تھے اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا اوّل فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیان میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کر لیا۔ اُس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند

پکڑے گئے اوران کے مال ومطاع سب لوٹی گئی۔کئی مسجدیں اورعمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے اور جہالت اورتعصب سے باغوں کوکاٹ دیا گیا۔اوربعض جن میں اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے دھرمسالہ یعنی سکھوں کا معبد بنادیا گیا۔ اُس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا جس میں پانسونسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا جونہایت بے ادبی سے جلایا گیا اورآخرسکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کونکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مردوزن چھکڑوں پر بٹھا کر نکالے گئے اوروہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے''۔

(کتاب البریہ،صفحہ ۱۵۴تا۱۵۷)

مندرجہ بالا واقعہ تقریباً 1802ء میں ہوا اور اس کے بعد مرزا عطاء محمد صاحب کپورتھلہ کی ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کے دشمنوں نے 1814ء میں انہیں زہردے کر ہلاک کروادیا۔آپ کے فرزندارجمند مرزاغلام مرتضٰی صاحب جوکہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے والدِمحترم تھے بڑی ہمت کے ساتھ ان کا جنازہ قادیان میں اپنے آبائی قبرستان میں تدفین کے لئے لےکرآئے اور باوجودسکھوں کی مزاحمت کے اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ زمانہ آپؑ کے خاندان کے لئے بہت مصائب کا زمانہ تھا اورجلاوطنی کے دور میں آپ کو بہت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔

چونکہ امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی ولادت کا زمانہ قریب آرہا تھا اورضروری تھا کہ آپؑ کا مولدومسکن قادیان کی بستی ہوتا تاکہ وہ پیش گوئی پوری ہوکہ اُس کا ظہور کدعہ کی بستی سے ہوگا۔اس لئے خداتعالیٰ نے ایسے حالات پیدا فرمادیئے کہ 1834ء میں راجہ رنجیت سنگھ نے مرزا غلام مرتضٰی صاحب کو قادیان کی ریاست اور پانچ گاؤں واپس کردیئے۔اس طرح آپؑ کا خاندان پھر قادیان میں آباد ہوگیا۔اُسی دور میں 13فروری1835ءکوقادیان میں اُس عظیم الشان ہستی یعنی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی ولادت ہوئی جس کی آمد کے لئے صدیوں سے بشارات موجودتھیں اورجس کے لئے تمام مذاہب منتظر تھے۔

ظہورمہدی کے وقت قادیان کی حالت:

قادیان جوکہ کسی زمانہ میں واقعی اسلام پورتھا اورلوگ اسے مکّہ سے تشبیہ دیا کرتے تھے سکھوں کے دور میں نہ صرف اپنی شان وشوکت کھوبیٹھا بلکہ دینی لحاظ سے بھی اس کی حالت بالکل بدل گئی۔ ساری بستی کواجاڑکرویران کردیا گیا اور مساجد جوکہ خدائے واحد کے ذکر سے معمور تھیں انہیں یاتو مسمار کردیا گیا یاسکھوں نے اپنے معابد میں تبدیل کرلیا۔سکھوں کے ساتھ ہندوبھی قادیان میں داخل ہوگئے اورانہوں نے بھی اپنے مندر بنالئے۔اس طرح ہرطرف شرک پھیل گیااور دیگر مذاہب اوراقوام کی وجہ سے تہذیب وتمدن بالکل بدل کررہ گیا۔انگریزوں کے زمانہ میں کچھ امن ہوچکا تھا مگرقادیان کی وہ شان وشوکت بحال نہ ہوسکی۔عمارات اجاڑ اورکھنڈرات میں تبدیل ہوچکی تھیں۔عوام میں کاہلی،سستی اوربے ہمتی پیدا ہو چکی تھی اورعلم وعرفان سے ناآشنا ہوچکے تھے غرض کہ ان کی دینی ودنیاوی حالت بےحد کسمپرسی کی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ لوگ قادیان کے نام سے بھی ناآشنا ہوچکے تھے اورقادیان ایک گمنام بستی کی حالت میں تھا۔گورداسپورقادیان سے اٹھارہ میل اور بٹالہ گیارہ میل دور تھے مگر وہاں بھی لوگ قادیان کے نام سے ناآشنا تھے۔ قادیان جانے کا راستہ بےحد ناہموار اورمخدوش تھا اورسفر بےحد کٹھن۔قادیان اُس وقت اس قدر پس ماندہ تھا کہ نہ ڈاکخانہ، نہ تارگھر، نہ بجلی کی سہولت اورنہ ریل گاڑی کا سلسلہ۔ یہ وہ زمانہ تھا جس کے متعلق حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمایا:

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

تاہم خداتعالیٰ کے ارادے کچھ اَور تھے اوراُس نے آپؑ کودعویٰ ماموریت سے تقریباً پچیس سال قبل بشارت دی تھی کہ آپؑ اکیلے اورگمنام نہیں رہیں گے بلکہ ایک زمانہ آئے گا کہ دنیا کثرت کے ساتھ آپؑ کی طرف رجوع کرے گی اورلوگ دور دراز کے علاقوں سے سفرکرتے ہوئے آپؑ کی ملاقات وزیارت کے لئے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کوالہام ہوا کہ ''یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (تذکرہ) یعنی تیری طرف دوردور سے اوراس کثرت سے لوگ آئیں گے کہ سڑکوں میں گڑھے پڑجائیں گے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام خداتعالیٰ کی طرف سے ان بشارات کا ذکرکرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''کس کومعلوم تھا کہ جیسا کہ اُن پیش گوئیوں میں وعدہ فرمایا گیا ہے سچ مچ کسی زمانہ میں ہزارہا انسان میرے پاس قادیان میں آئیں گے اورکئی لاکھ انسان میری بیعت میں داخل ہوجائیں گے اور میں اکیلا نہیں رہوں گا جیسا کہ اُس زمانہ میں اکیلا تھا۔اورخدانے گمنامی اورتنہائی کے زمانہ میں یہ خبریں دیں تاوہ ایک دانشمنداور طالبِ حق کی نظر میں عظیم الشان نشان ہوں اورتاسچائی کے ڈھونڈنے والے یقینِ دل سے سمجھ لیں کہ یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں ہے اورنہ ممکن ہے کہ انسان کی طرف سے ہو۔اُس زمانہ میں کہ میں ایک گمنام اوراکیلا اورنہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اوراس قدرکم حیثیت تھا کہ قابلِ ذکر نہ تھا اورکسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا جس کی نسبت توقع ہوسکتی تھی کہ بآسانی لوگ اُس پرجمع ہوجائیں گے۔ایسے وقت میں اورایسی حالت میں کون انسان ایسی پیش گوئیاں کرسکتا تھا جو براہینِ احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے شائع ہوچکی ہیں جن میں سے ہم ذیل میں لکھتے ہیں......جس وقت خدا کی مدداورفتح آئے گی اورزمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا اُس وقت کہا جائے گا کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا؟ اورخدا کی رحمت سے نومیدمت ہو۔یعنی یہ خیال مت کرکہ میں توایک گمنام اوراکیلا اوراحدٌ من الناس آدمی ہوں،یہ کیونکر ہوگا کہ میرے ساتھ ایک دنیا جمع ہوجائے گی۔ کیونکہ خدااارادہ کرچکا ہے کہ ایسا ہی ہوگا اوراُس کی مدد قریب ہے۔اورجن راہوں سے وہ مالی مددآئے گی اورارادت کے خطوط آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی اورگہری ہوجائیں گی۔یعنی بکثرت ہرایک قسم کا مال آئے گا اوردوردور سے آئے گا

اور دور دور سے مریدانہ خطوط آئیں گے۔ اور نیز اس قدر کثرت سے آئیں گے کہ جن راہوں پر چلیں گے اُن راہوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم خود آسمان سے الہام کریں گے۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تیرے ذکر کو اُونچا کیا جائے گا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کر دے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت چلا آتا ہے کہ تیری مدد کی جائے گی اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دی جائے گی۔ اور تو اس سے کیوں تعجب کرتا ہے کہ خدا ایسا کرے گا۔ کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا۔ پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے اور یہ وعدے پورے کر کے دکھلا دے۔ اور تو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوش خبری سنا کہ اُن کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔ سو اُن کو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی اور یاد رکھ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اُن سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو اُن کی کثرت دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصُفّہ کہلاتے ہیں اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصُفّہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے۔ ان تمام پیشگوئیوں کو لکھ لو کہ وقت پر واقع ہوں گی۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 72-70۔ ترجمہ عربی الہامات)

جب خدا تعالیٰ کوئی بات کہہ دیتا ہے تو وہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اور جب آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا فیصلہ ہو جائے تو زمین میں طاقت نہیں ہوتی کہ اُسے ردّ کر سکے۔ الہامات اور بشارات کے عین مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی میں دور دراز کے ملکوں سے ہر مذہب اور ملت کے لوگ آئے اور اس کثرت سے آئے کہ قادیان مرجع خواص و عوام ہو گیا۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نے اپنے محبوب وطنوں اور عزیز و اقارب کو الوداع کہہ دیا بلکہ اُن کی یادگاروں کی یاد کو بھی ترک کر کے مقدس مسیح کے قدموں میں زندگی گذار دینے کا فیصلہ کر لیا اور ہر قسم کی آسائش و آرام کو خیرباد کہہ کر اور بے شمار محبتوں کو قربان کر کے مسیح کے در کی غلامی اختیار کر لی۔ ہزاروں ایسے بھی تھے جو بعض حالات کی بناء پر دور رہنے پر مجبور تھے مگر جیسے ہی موقعہ ملتا وہ پرندوں کی طرح اُڑتے ہوئے قادیان کی مقدس بستی میں چلے آتے اور اپنے آقا کے دیدار اور صحبت سے فیض یاب ہو کر اپنی روحانی پیاس مٹا کر پھر واپس آنے کے لئے روانہ ہو جاتے۔ خدا تعالیٰ نے خود سعید روح دلوں پر الہام کیا اور بے شمار جلیل القدر انسان پروانوں کی طرح شمع رسالت کے گرد عاشقوں کی طرح جمع ہو گئے۔ وہی قادیان جو ایک گمنام بستی بن چکی تھی اب دنیا بھر سے لوگ اس کی طرف بڑے شوق سے سفر کرنے لگے۔ ایک سو سال سے زیادہ عرصہ گذرنے کے باوجود اس شوق اور محبت میں کمی نہیں آئی بلکہ اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ لوگ اُن مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ایک تڑپ رکھتے ہیں تا کہ اُن مقامات کو دیکھ سکیں جہاں ان کے آقا نے اپنی زندگی کے دن گذارے اور جہاں اس کا مقدس وجود مدفون ہے۔ وہ آواز جو قادیان سے اٹھی تھی اور تنہا تھی اب وہ اکنافِ عالم تک پہنچ چکی ہے اور دنیا کے ملک ملک میں سعادت مند روحیں اس کے پرچم تلے جمع ہوتی جا رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے سلسلہ کی ترقی و انجام کے بارے میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کر لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔''

(تجلیات الٰہیہ صفحہ 22-21)

تقرر ریجنل ناظمین

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے ۲۰۰۶ء کے لئے حسب ذیل ریجنل ناظمین کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے اور احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

سکاٹ لینڈ	مکرم عبدالغفار عابد صاحب
نارتھ ایسٹ	مکرم منیر احمد صاحب
نارتھ ویسٹ	مکرم عبدالباسط راجپوت صاحب
مڈلینڈ	مکرم سید امتیاز احمد صاحب
ہارٹفورڈشائر	مکرم عبدالسمیع صاحب
ایسٹ ریجن	مکرم مبشر احمد صدیقی صاحب
مڈل سیکس	مکرم سہیل احمد قریشی صاحب
ساؤتھ ویسٹ	مکرم خورشید جاوید احمد صاحب
اسلام آباد	مکرم امتیاز حسین ملک صاحب
ساؤتھ	مکرم اظہر محمود احمد صاحب

جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کا آنکھوں دیکھا حال

''اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے''

(محمد اسحٰق ناصر)

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۱۴واں جلسہ سالانہ قادیان بے شمار رحمتیں اور برکتیں لئے ہوئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۲۰۰۵ء کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے کیلنڈر میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ سیدنا اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1891ء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس جلسہ کا آغاز فرمایا۔ آپ نے اس جلسہ کے متعلق فرمایا: ''اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے، اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی''۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد اور اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے آپؑ نے جو دعائیں فرمائی ہیں، ان پر غور کریں تو ہر جلسہ ہی بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا حامل ہے۔ مگر اس سال کا یہ جلسہ سالانہ اپنے ساتھ اور بھی بہت سی خصوصیات رکھتا ہے۔ اس جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے اور بشارتیں جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی تھیں ایک بار پھر بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے۔

1۔ ''مَثْنٰی وَ ثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ اب تو امن اور برکت کے ساتھ اپنے گاؤں میں جائے گا، اور میں تجھے پھر یہاں لاؤں گا'' (تذکرہ صفحہ 805)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس الہام کے متعلق فرمایا تھا کہ: ''اب اس مضمون کو مَثْنٰی وَ ثُلَاثَ وَ رُبَاعَ کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک بار نہیں، دو دو تین تین چار چار بار آنا ہوگا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی وہ تقدیر ظاہر ہوگی کہ جب خلافت اپنے دائمی مرکز قادیان کو واپس پہنچے گی۔'' (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 1991ء)

2۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ رؤیا بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی قادیان آمد سے ایک بار پھر بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ ''رؤیا دیکھا ہم قادیان گئے ہیں اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں ایک عورت نے کہا: السلامُ علیکم۔ اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے، خیر و عافیت سے آئے۔'' (تذکرہ صفحہ 518)

3۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور الہام ہے: ''ان الّذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد''۔ وہ خدا جس نے خدمت قرآن تیرے سپرد کی ہے پھر تجھے قادیان واپس لائے گا۔ (تذکرہ صفحہ 309)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال 24 ربیع الثانی 1326 ہجری (بمطابق 26 مئی 1908ء) ہوا۔ اور بیعت خلافت اولیٰ 25 ربیع الثانی 1326 ہجری کو ہوئی۔ یہ جلسہ سالانہ قادیان 1426 ہجری میں ہوا۔ چنانچہ اس سال خلافتِ احمدیہ حقہ اسلامیہ کے قیام پر بھی، قمری کیلنڈر کے حساب سے، ایک سو سال پورے ہوئے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 20 دسمبر 1905ء کو رسالہ الوصیت شائع فرمایا تھا جس کے ذریعہ آپ نے نظام وصیت کے عظیم الشان نظام کا اعلان فرمایا۔ 2005ء میں اس بابرکت آسمانی نظام کو بھی سو سال پورے ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ پہلی مرتبہ قادیان مسجد اقصیٰ سے براہ راست نشر ہوئے۔ نیز جلسہ سالانہ کی کارروائی بھی قادیان سے براہ راست MTA کے ذریعہ زمین کے کناروں تک اور دنیا کے کونے کونے میں دیکھی اور سنی گئی اور اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے اور بشارتیں نہایت شان کے ساتھ پوری ہوتی ہوئی ہم نے دیکھیں اور ہمارے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئیں۔

خدا تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اس عظیم روحانی اور بابرکت جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق خاکسار کو بھی عطا فرمائی۔ الحمدللہ

20 دسمبر کی رات کو ہم دہلی کے ائرپورٹ پر اترے، اس جہاز میں انگلستان سے تیس سے زائد احمدی احباب جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کیلئے آئے تھے۔ ائرپورٹ پر جماعت کی طرف سے استقبال کے لئے خدام موجود تھے۔ ہم سب کو ایک کوچ میں سوار کر کے دہلی کے مشن ہاؤس لے جایا گیا۔ اس وقت صبح کے دو بج چکے تھے۔ مشن ہاؤس میں سب مہمانوں کو گرما گرم کھانا کھلایا گیا۔ مشن ہاؤس کی عمارت کے عقب میں ایک تنور نصب کیا گیا تھا، جس پر گرم گرم روٹیاں تیار ہو رہی تھیں، اس وقت بھوک بھی لگی ہوئی تھی سب مہمانوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ وہ کھانا اس قدر لذیذ تھا کہ اس کا مزہ ابھی تک باقی ہے۔ صبح چھ بجے خدام نے سب مہمانوں کو مع سامان ریلوے سٹیشن پر پہنچایا اور ریل گاڑی میں سوار کر کے واپس رخصت ہوئے۔

21 دسمبر کو دو بجے بعد دوپہر ہم اللہ کے فضل سے امرتسر پہنچے۔ امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر جماعت کی طرف سے استقبال کا دفتر ہر قسم کی راہنمائی کے لئے موجود تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہو قادیان پہنچے۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہم قادیان دارالامان پہنچ گئے۔

قادیان کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ سارا شہر اور خاص طور پر تمام متبرک ومقدس مقامات جھنڈیوں اور روشنیوں سے جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ مینارۃ المسیح اور مسجد اقصیٰ کے گنبد کو بھی بہت خوبصورت روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ گلیوں اور بازاروں میں مختلف لوگوں اور تنظیموں کی طرف سے اسی طرح ضلعی انتظامیہ کی طرف سے بینرز آویزاں کئے گئے تھے جن میں حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح

الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بطور خاص اور مہمانوں کو بھی خوش آمدید کہا گیا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں مہمان جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ اس جلسہ میں تمام دنیا کے مختلف ممالک سے ستر ہزار احباب شریک ہوئے اور اس طرح سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاتون من کل فج عمیق ایک مرتبہ پھر ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوا اور اس جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص اس الہام کی صداقت کا گواہ بلکہ ایک زندہ ثبوت بن گیا۔

اس جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں میں سے قریباً آٹھ ہزار مہمان بیرون ہندوستان سے آئے تھے اور ایک کثیر تعداد ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے آئی ہوئی تھی۔ ان میں سے بعض علاقے جہاں سے مہمان آئے دو سے تین ہزار کلومیٹر دور ہیں۔ اندرون ہند سے آنے والوں میں ایک بڑی تعداد نو مبایعین کی تھی جو بہت مشکل حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے جلسہ میں شامل ہوئے۔ بعض کو بزور روکا گیا، پہرے بٹھائے گئے، دھمکیاں دی گئیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ طویل سفر طے کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ ایک بڑی تعداد ایسے احمدیوں کی اس جلسہ میں شامل ہوئی جن کی مالی حالت بہت اچھی نظر نہیں آتی تھی۔ غالباً بہت کوشش کر کے اس سفر کے اخراجات انہوں نے مہیا کیے ہونگے تاکہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرسکیں، مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرسکیں اور اس بابرکت جلسہ میں شامل ہوسکیں۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسے احباب کی تھی جو پہلی مرتبہ قادیان آئے تھے اور بے شمار ایسے بھی تھے جنہوں نے خلیفۃ المسیح کو اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اس سے قبل شرف ملاقات حاصل کرنے والے احباب کی تعداد تو بہت ہی قلیل تھی۔ پاکستان سے صرف پانچ ہزار احمدیوں کو اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے ویزے مل سکے تھے۔

پاکستان کے احمدی احباب کے لئے بہت جذباتی صورت حال تھی کہ ان کا پیارا آقا چند گھنٹے کی مسافت پر آیا ہوا تھا اور ہزاروں عاشق دلی خواہش رکھتے ہوئے اور وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود بھی صرف قانونی پابندیوں کی وجہ سے مجبور تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت نے تمام ان لوگوں کو جو اس مبارک جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے MTA کے ذریعہ براہ راست اس جلسہ میں شامل کیا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اس جلسہ کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائیگا۔ پاکستان سے آنے والوں کی اکثریت ایسے احباب کی تھی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ ان سب پروانوں کے لئے تو بے انتہا خوشیوں کے سامان تھے۔ ان سب کی خوشیاں اور شوق قابل دید تھا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن ہی نہیں۔ قادیان میں آئے ہوئے ان تمام عشاق پر ایک کیف اور سرور کی کیفیت تھی۔ کسی کے چہرے پر سفر کی صعوبتوں یا اس سے پہلے کی کسی مشکل کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا۔ ہر ایک اس قدر خوش تھا کہ گویا اس کو بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزانہ سہ پہر چار اور پانچ بجے کے درمیان بہشتی مقبرہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے پیدل تشریف لے جاتے تھے۔ حضور کے جاتے اور واپس آتے وقت تمام راستہ دونوں طرف احباب کا ایک ہجوم اپنے آقا کا دیدار کرنے کے لئے کھڑا ہوتا تھا۔ ان میں بچے بوڑھے اور جوان اور خواتین سب ہی شامل ہوتے تھے۔ حضور انور کو دیکھ کر لوگوں کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہوتے اور سب ہاتھ ہلا ہلا کے حضور کو سلام کرتے۔ بہت سے لوگ نعرے بھی لگاتے تھے اور حضور بھی سب کو ہاتھ ہلا ہلا کر جواب دیتے۔ یہ ایسے روح پرور نظارے تھے جن کا الفاظ میں بیان ممکن ہی نہیں بے شمار لوگ خوشی سے رو رہے ہوتے تھے۔ ہر ایک بڑے ذوق اور شوق سے نمازوں میں شامل ہو رہا تھا۔ اور ہر ایک کی یہ خواہش اور کوشش تھی کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امامت میں نماز ادا کرے۔ نمازوں کے لئے مسجد اقصیٰ میں جگہ حاصل کرنے کے لئے کم از کم ایک گھنٹہ قبل مسجد میں پہنچنا ضروری تھا۔ حالانکہ سردی بہت زیادہ تھی اور دھند بھی بے شمار تھی اس کے باوجود فجر کی نماز کے لئے بھی مسجد میں جگہ مشکل سے ہی ملتی تھی۔ ایک روز خاکسار فجر کی نماز پر کچھ دیر سے پہنچا تو نماز مسجد اقصیٰ سے کافی دُور گلی میں ادا کی۔ تمام گلیاں اور راستے نمازیوں سے پُر تھے۔ مسجد اقصیٰ میں نماز کے وقت مسجد کے علاوہ مسجد کی وسیع چھت، مسجد میں داخل ہونے سے قبل جو خالی جگہ ہے، لائبریری اور اس کے علاوہ اردگرد کی بہت سی عمارتوں میں انتظام موجود تھا مگر سب جگہیں نمازیوں سے بھر جاتیں اور گلیوں میں بھی نماز ادا کی جاتی رہی اور یہی حال دوسری نمازوں کے وقت ہوتا تھا۔ لوگ گھنٹوں پہلے آکر مسجد میں بیٹھ جاتے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے۔ قیام گاہوں کے قریب تمام مساجد میں جلسہ کے دنوں میں اور اس سے پہلے اور پھر بعد میں بھی باقاعدہ نماز تہجد اور دوسری نمازیں باجماعت ہوتی تھیں۔ تمام مساجد نمازیوں سے بھری ہوئی نظر آتی تھیں اور سب لوگ ذوق اور شوق کے ساتھ وقت سے پہلے مساجد میں حاضر ہوتے رہے۔

روزانہ فجر کی نماز کے بعد اور پھر سارا دن ہی لوگ قطار در قطار بہشتی مقبرہ کی طرف رواں دواں نظر آتے تھے اور یہ سلسلہ سوائے باجماعت نمازوں اور جلسہ کے اوقات کے مسلسل تمام دن ہی جاری وساری رہا اور تمام مرد و زن حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ تمام متبرک ومقدس مقامات پر ہر وقت زائرین کا ہجوم ہوتا تھا۔ مسجد مبارک اور بیت الدعا کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ اوقات مقرر تھے۔ ان مقامات کی زیارت کے لئے گھنٹوں انتظار کیا جاتا تھا۔ اسی طرح دار المسیح کی زیارت کرنے والے بھی بے شمار زائرین ہوتے تھے۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کر رہے تھے۔ ایک لمبی قطار ملاقات کی منتظر دعاؤں میں مشغول ہوتی اور دوسری طرف جو ملاقات کر چکے ہوتے وہ اپنی خوش بختی پر چشم پُرآب ہو کر اپنے آقا

کی محبت اور شفقت کا ذکر کررہے ہوتے۔ محبت اور اخوت کے بے مثال نظارے ہر طرف نظر آتے۔ بازاروں میں ہر رنگ اور نسل کے لوگ، مختلف زبانیں بولنے والے، امیر اور غریب بڑی محبت کے ساتھ ایک دوسرے کو سلام کہتے اور بغلگیر ہوتے۔ جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ اس موقع پر ایک دوسرے کی ملاقات سے رشتہ اخوت اور محبت مضبوط ہوگا۔ اس جلسہ پر بعض دوستوں سے مدتوں بعد ملاقاتیں ہوئیں۔ بعض کے ساتھ چودہ سال کے بعد یعنی جلسہ سالانہ 1991ء کے بعد اور ایک دوست کے ساتھ تیس سال کے بعد ملاقات ہوئی۔ اگر انسان دوستوں اور احباب سے ملنے کے لئے سارا سال سفر کرتا رہے تو اتنے احباب کو ہرگز مل نہیں سکتا جن کے ساتھ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک دن میں ملاقات ہوجاتی ہے۔ عجیب وغریب نظارے ہر وقت اور ہر طرف نظر آرہے تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ دس دن ہم اس دنیا سے بالکل منقطع رہے اور مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بابرکت بستی بھی اس دنیا کا حصہ نہیں بلکہ ایک الگ ہی دنیا تھی جس میں ہر لحظہ خدا تعالیٰ کے انوار اور رحمتیں بارش کی طرح برس رہی تھیں۔ ہر شخص نے حتی المقدور اللہ تعالیٰ کی ان رحمتوں سے وافر حصہ پایا اور عبادات اور دعاؤں سے اس کے بے پایاں فضل کو جذب کرنے کی کوشش کی۔

احمدی احباب کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر مسلم، خاص طور پر سکھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ ایک دن میں پچیس بسیں ان مہمانوں کو لیکر قادیان آئیں۔ اسی طرح بعض دوسرے مذاہب کے لیڈروں نے بھی جلسہ سے خطاب کیا۔ حکومت اور انتظامیہ کی طرف سے بہت تعاون کیا گیا تھا۔ اور پولیس کی بھاری جمعیت حفاظتی نقطہ نظر سے تمام وقت حاضر تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی ناخوشگوار واقعہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ الحمدللہ

اردو اخبار ہند سماچار نے جلسہ سالانہ پر سپیشل سپلیمنٹ شائع کیا۔ اس میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پانچوں خلفاء کی تصاویر شائع کی گئیں۔ اسی طرح بہشتی مقبرہ، مسجد اقصیٰ، مینارۃ المسیح اور بیت الدعا کی تصاویر اس سپلیمنٹ میں شامل تھیں۔ بہت سارے دوکانداروں، اداروں، ضلعی انتظامیہ کی طرف سے جلسہ کی مبارک باد اور حضرت امیر المؤمنین اور تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا گیا۔ اس کے علاوہ اسی اخبار میں جلسہ کے دنوں میں

ضروری اعلانات

☆ مجالس اور ریجنز کی طرف سے مرکز کو ماہانہ کارگزاری رپورٹس بھجوانے کے لئے ہر ماہ کی دس تاریخ مقرر ہے۔ تمام زعماء اعلیٰ اور ریجنل ناظمین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اور اپنی مجالس کی ماہانہ رپورٹس بروقت مرکز میں بھجوانے کو یقینی بنائیں۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی رپورٹس علم انعامی کے مقابلہ کے لئے معیاری شمار نہیں ہونگی۔ (ایڈیشنل قائد عمومی انصاراللہ یوکے)

☆ "انصارالدین" کے صفحات محدود ہونے کی وجہ سے قارئین سے درخواست ہے کہ اس میں اشاعت کے لئے منظوم کلام ارسال نہ کیا کریں۔ تاہم ایسے مضامین ضرور ارسال فرمائیں جو علمی، تربیتی اور معلوماتی ہوں۔ (مدیر اعلیٰ)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر کا خلاصہ نمایاں جگہ پر شائع ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اخبارات نے جلسہ سالانہ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کو نمایاں اور کھلے دل کے ساتھ مثبت کوریج دی۔

یوں تو مہمانوں کی آمد اور مہمان نوازی حضرت امیر المؤمنین کی آمد کے ساتھ شروع ہوچکی تھیں مگر 22ردسمبر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باقاعدہ ڈیوٹیوں کا افتتاح فرمایا اور کارکنان کو نصائح سے نوازا۔ بعد ازاں حضور دو لنگر خانوں میں بھی تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔ اس جلسہ کے انتظامات بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ کئے گئے تھے۔ پینتیس صفحات کا ایک خوبصورت کتابچہ جو کہ جلسہ کے پروگرام اور تفصیلی معلومات پر مشتمل تھا کثیر تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔ یہ کتابچہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں تھا۔ اس میں تمام ضروری معلومات کے علاوہ قادیان اور گردونواح کا ایک نقشہ بھی شامل کیا گیا تھا۔ چھ لنگر خانوں میں مہمانوں کے لئے کھانا تیار کیا جاتا تھا۔ مہمانوں کی قیام گاہوں پر شعبہ مہمان نوازی کے کارکن بڑی محبت اور مستعدی سے مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ ان سب انتظامات اور جلسے کی چہل پہل اور ڈیوٹیوں کو دیکھ کر ربوہ کے جلسے اور رونقیں یاد آتے رہے۔ اس کے علاوہ محلوں میں بھی کھانا تقسیم کیا جارہا تھا۔

رہائش کے لئے جماعت کی بہت سی عمارتوں میں انتظام کیا گیا تھا۔ مثلاً ایوان خدمت، ایوان انصار، نصرت گرلز کالج، جامعۃ المبشرین، گیسٹ ہاؤسز اور سرائے طاہر وغیرہ۔ اس کے علاوہ مہمانوں کی رہائش کے لئے بہت ساری بڑی بڑی عمارتیں کرایہ پر بھی لی گئی تھیں۔ اس میں بعض سکول، کالج اور شادی ہال وغیرہ شامل تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں مہمان غیر مسلموں یعنی ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں بھی مقیم تھے۔ ایک بہت بڑی تعداد میں مہمان خیمہ جات میں مقیم تھے یہ خیمہ جات بہشتی مقبرہ کے اندر اور بہشتی مقبرہ سے باہر مردانہ جلسہ گاہ کے قریب لگائے گئے تھے۔ موسم نہایت ہی سرد تھا اسکے باوجود ان خیمہ جات میں لوگ بڑی خوشی کے ساتھ رہ رہے تھے۔ جلسہ کے تمام کارکنان نہایت بشاشت اور تندہی کے ساتھ مہمانوں کی خدمت میں مصروف نظر آتے تھے۔ خواہ وہ مہمان نوازی والے ہوں یا استقبال والے۔ ٹرانسپورٹ والے ہوں یا خدمت خلق والے سب ایک ہی رنگ میں رنگین تھے اور ان چند دنوں کو غنیمت سمجھ کر بھرپور خدمت کررہے تھے۔

جلسہ سے قبل قادیان میں موسم خاصا خراب تھا سخت سردی اور دھند تھی اور سورج کا نام ونشان نہیں تھا۔ ایسے موسم میں کشمیری نوجوان ہمہ وقت بہشتی مقبرہ میں ڈیوٹی پر تھے اور روزانہ فجر کی نماز کے بعد میں نے دیکھا کہ اکثر نوجوان اپنے پاؤں میں چپلیاں پہنے ہوئے ہیں اور بڑی بشاشت کے ساتھ اپنا فرض ادا کررہے ہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے لئے سردی ہے ہی نہیں۔ جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات نے ماشاء اللہ بہت اچھا کام کیا۔ مگر ایک شعبہ قائم تو تھا مگر اس کا کوئی کام نظر نہیں آرہا تھا۔ عام طور پر جلسوں اور اجتماعات کے موقع پر خاص طور پر ان مغربی ممالک میں شعبہ تربیت کو خاصا کام کرنا پڑتا ہے۔ مگر جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر شعبہ تربیت

کی طرف سے جا بجا بینرز تو آویزاں تھے مگر نمازوں یا جلسہ کے اوقات میں مَیں نے کسی صاحب کو کسی سے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ بھائی نماز کو چلو یا جلسہ گاہ میں چلو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کی بدولت تمام دل اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے ہوئے تھے اور خود بخود مساجد کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے نشان نازل ہوتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ جلسہ سے قبل موسم بہت ہی خراب تھا۔ سردی اور دھند اس قدر تھی کہ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس موسم میں کھلے آسمان کے نیچے لوگ کیسے جلسہ سن سکیں گے۔ 26؍دسمبر کی صبح موسم بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی اور ایسا موسم خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تینوں دن رہا۔

اس موقع پر درویشان قادیان کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جن کی بیمثال قربانیوں کی بدولت آج کے دن خدا تعالیٰ نے دکھائے ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت جب ہر طرف نفسانفسی کا عالم تھا۔ اور لوگ اپنی جانوں اور اموال کی فکر میں تھے تو خدا کے ان پیاروں نے محض اللہ کی خاطر مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس اور متبرک مقامات کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ انہوں نے اپنی جانوں، اپنے مالوں اور عیال و اطفال کی کوئی پرواہ نہ کی اور دیار مسیحؑ کی حفاظت کی خاطر وہاں پر بیٹھ رہے۔ ان درویشان کی اکثریت اپنے عہدوں پورا کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو چکی ہے۔ تین سو تیرہ میں سے صرف بتیس بزرگ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا کرے۔

میں نے ان میں سے بعض بزرگوں سے ملاقات کی۔ ان سے مل کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ خاکسار مکرم و محترم مولوی عطاء اللہ صاحب کو ملنے کے لئے دارالضیافت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک خاک نشین درویش دنیا کی چمک دمک سے بالکل بے نیاز، مطمئن اور پرسکون اپنے درویشی کے عہد کو پورا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے۔ اور اس تاریخ ساز اور بابرکت جلسہ سے رحمتوں اور برکتوں کی جو جھولیاں ہم نے بھری ہیں وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوں۔ آمین۔



سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللّٰہ عنہ کی
ایک پیشگوئی کا عظیم الشان ظہور

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1938ء میں مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضورؓ نے اس موقع پر جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں ایک پیشگوئی بھی بیان کی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی بار پوری ہوچکی ہے جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ دورۂ بھارت کے دوران آپ نے جب مسجد اقصیٰ قادیان سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا (جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ انٹرنیشنل کے توسط سے ساری دنیا میں براہ راست سنا گیا) تو اس موقع پر بھی یہ پیشگوئی ایک بار پھر بڑی شان سے پوری ہوئی۔ ذیل میں حضرت مصلح موعودؓ کے مذکورہ خطبہ جمعہ سے متعلقہ اقتباس ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:-

''اب وہ دن دُور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہوگا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دُور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے، اُس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانے میں ہی یہ تمام دقتیں دُور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔''

(روزنامہ ''الفضل'' قادیان ۱۳؍جنوری ۱۹۳۸ء)

ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیاں
مدعائے حق تعالیٰ مدعائے قادیاں
وہ ہے خوش اموال پر، یہ طالب دیدار ہے
بادشاہوں سے بھی افضل ہے گدائے قادیاں
گر نہیں عرش معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں
میرے پیارے دوستو! تم دَم نہ لینا جب تلک
ساری دنیا میں نہ لہرائے لوائے قادیاں
یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں
آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رخت سفر کو ہم برائے قادیاں
صبر کر اے ناقۂ راہِ ہدیٰ، ہمت نہ ہار
دُور کردے گی اندھیروں کو ضیائے قادیاں
ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے، پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں
منہ جو کچھ چاہے بن جائے کوئی پر حق یہ ہے
ہے بہار اللہ فقط حسن و بہائے قادیاں
گلشن احمد کے پھولوں کی اُڑا لائی جو بُو
زخم تازہ کر گئی باد صبائے قادیاں
جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہل وفائے قادیاں

(کلام محمود)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے متعلق

ایمنسٹی انٹر نیشنل کی ایک رپورٹ کا ترجمہ

ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ جمعہ (7/اکتوبر 2005ء) کو جو احمدیہ مسجد پر حملہ ہوا تھا، اس کے ذمہ دار افراد کو گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں کسی قسم کی سزا ملے گی۔ جب تک حکومتِ پاکستان کے ذمہ دار افسران حملہ آوروں کو جلد گرفتار نہیں کرتے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے نیز احمدیوں کی حفاظت کے لئے مناسب اقدامات نہیں کرتے اس وقت تک ایسے حملے ہوتے رہیں گے۔

احمدیوں کے خلاف پُرتشدّد کارروائیوں کا ایک واقعہ حال ہی میں ان کی ایک مسجد میں نمازیوں پر حملہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ گاؤں مونگ جو کہ منڈی بہاؤالدین پنجاب میں واقع ہے، کی مسجد پر 7/اکتوبر 2005ء کو حملہ کیا گیا۔ اس حملہ میں آٹھ افراد قتل کر دیئے گئے اور کم از کم اٹھارہ افراد شدید زخمی ہوئے۔

پولیس کی رپورٹ کے مطابق تین مسلح نقاب پوش افراد موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر مسجد پر حملہ کرنے کے لئے آئے اور نمازیوں پر جبکہ وہ نماز میں مصروف تھے فائرنگ شروع کر دی۔ گواہوں کے بیان کے مطابق قاتلانہ حملہ کے بعد حملہ آور موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر چلے گئے۔ آٹھ افراد قتل ہو گئے اور بے شمار لوگ خون آلود زخمی حالت میں پائے گئے۔

پاکستان میں احمدیوں پر گذشتہ حملوں میں پولیس کی تحقیقات کی رفتار ہمیشہ نہ ہونے کے برابر رہی ہے۔ اکثر واقعات میں حملہ آوروں کو کسی قسم کی سزا نہیں دی گئی۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق حکومتِ پاکستان مذہبی اقلیتوں پر حملوں کی تحقیقات کروانے اور حملہ آوروں کو سزا دلوانے میں مسلسل ناکام رہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حملہ آور مذہبی اقلیتوں پر حملہ کرنے اور ان کے بنیادی حقوق کو تلف کرنے سے ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ پاکستان کی سب مذہبی اقلیتوں کو اس بات کا یقین دلایا جانا چاہئے کہ مذہبی آزادی کا حق، جیسا کہ پاکستان کے قانون اور بین الاقوامی قانون میں درج ہے، انہیں بھی عملی طور پر حاصل ہے۔

گذشتہ کئی سالوں سے ایمنسٹی انٹرنیشنل کو احمدیوں پر بے شمار قاتلانہ حملوں کی اطلاعات موصول ہوتی رہی ہیں جن میں حملہ کرنے والوں کو کسی قسم کی سزا نہیں دی گئی بلکہ بعض واقعات میں خود احمدیوں پر ہی پولیس نے الزامات لگا کر انہیں گرفتار کر لیا۔ اکتوبر 2000ء میں سیالکوٹ کے ایک گاؤں گھٹیالیاں میں آٹھ احمدیوں کو قتل کر دیا گیا جو کہ حال ہی میں ہونے والے واقعہ سے ملتا جلتا ہے۔ اکتوبر 2000ء میں حملہ آوروں نے گھٹیالیاں میں احمدیوں پر فائرنگ شروع کر دی جبکہ وہ نماز میں مصروف تھے۔ پانچ احمدی جو اس حملہ کے گواہ تھے اور پولیس کو رپورٹ درج کروانے کے لئے گئے تھے، انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کے ساتھ مزید اکیس احمدیوں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمات درج کر لئے گئے جو ابھی تک قید میں ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نزدیک یہ لوگ بے گناہ ہیں۔ حملہ آوروں میں سے آج تک کوئی گرفتار نہیں کیا جا سکا اور نہ کسی کو سزا ملی ہے۔

پاکستان کے مسلمان احمدیوں کو مرتد یا دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں جبکہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ 1974ء میں احمدیہ جماعت کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ بعد ازاں بہت سے ایسے قوانین بنائے گئے جن کی رو سے احمدیوں کے لئے اپنے مذہب کا اقرار کرنا یا اس پر عمل پیرا ہونا اور پرچار کرنا جرم قرار دیا گیا۔ بے شمار احمدیوں پر ان مذہبی قوانین کی وجہ سے مقدمات درج ہیں جن میں اذان دینے، تبلیغ کرنے یا اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے جیسے جرائم شامل ہیں۔ بے شمار احمدیوں پر پاکستان پینل کوڈ 295C کے تحت توہین رسالت کے تحت مقدمات درج ہیں جس کی سزا موت ہے۔ اب تک توہین رسالت کے اکثر مقدمات میں بالا عدالتوں نے موت کی سزا نہیں دی۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل اب تک پاکستان کی سب حکومتوں سے اپیل کرتی رہی ہے کہ وہ ایسے مذہبی قوانین کو ختم کریں جن کی وجہ سے احمدیوں کے لئے مذہبی آزادی پر عمل کرنا ایک جرم بن جاتا ہے اور وہ پاکستان میں پاکستان پینل کوڈ 295C کے تحت مجرم قرار دیئے جاتے ہیں۔ (ایمنسٹی انٹر نیشنل رپورٹ 11/اکتوبر 2005ء)

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ انگلستان

برائے 2006ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت نیشنل مجلس انصار اللہ یوکے کی نئی مجلس عاملہ برائے سال 2006ء کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب ممبران کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نائب صدر صف دوم	مکرم ولید احمد صاحب
نائب صدر اوّل	مکرم مرزا عبد الرشید صاحب
نائبین صدر:	مکرم رفیق احمد جاوید صاحب، مکرم محمد اظہر احمدی صاحب
معاونین صدر:	مکرم منصور احمد کاہلوں صاحب، مکرم مسعود احمد بشیر صاحب
قائد تربیت	مکرم ڈاکٹر منصور احمد ساقی صاحب
قائد تربیت نومبائعین	مکرم رفیق احمد سفیر صاحب
قائد تجنید	مکرم میاں اظہر احمد صاحب
قائد تحریک جدید	مکرم عبد الخالق تعلقدار صاحب
قائد وقف جدید	مکرم انس محمود منہاس صاحب
قائد اشاعت	مکرم محمد اسحاق ناصر صاحب
قائد عمومی	مکرم ڈاکٹر محمد امجد صاحب
قائد ایثار	مکرم نصیر احمد عابد صاحب
ایڈیشنل قائد عمومی	مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب
قائد ذہانت وصحت جسمانی	مکرم ضیاالحق قریشی صاحب
قائد مال	مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب
ایڈیشنل قائد مال	مکرم منصور احمد میاں صاحب
زعیم اعلیٰ لندن	مکرم شیخ طارق محمود صاحب
زعیم اعلیٰ بیت الفتوح	مکرم وسیم احمد ناصر صاحب
قائد تبلیغ	مکرم مبارک احمد چیمہ صاحب
قائد تعلیم	مکرم مرزا مجیب احمد صاحب
اراکین خصوصی:	مکرم خالد محمود ملک صاحب، مکرم خلیل الرحمان ملک صاحب
قائد تعلیم القرآن	مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب
محاسب	مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب

(وسیم احمد۔ صدر مجلس انصار اللہ یوکے)

مسجد ناصر ہارٹلے پول کا افتتاح

یہ مسجد اس علاقہ میں امن، رواداری، باہمی افہام وتفہیم اور روشنی کے مینار کی علامت بنے گی

حضور انور کا خطبہ جمعہ اور عشائیہ سے خطاب، جماعت ہارٹلے پول اور مسجد ناصر کی تاریخ، مقامی معززین کے خطابات

(محمود احمد ملک)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱رنومبر ۲۰۰۵ء کو برطانیہ کے شہر ہارٹلے پول میں مسجد ناصر کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے اُس روز مسجد ناصر میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور جمعہ اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ پانچ سو نمازیوں کی گنجائش والی یہ مسجد اور اس سے ملحقہ عمارت اگرچہ کافی وسیع تھی لیکن اس موقع پر برطانیہ بھر سے آنے والے کئی سو افراد اس میں سما نہیں سکے اور بہت سے افراد کو شدید سردی میں مسجد کے احاطہ میں لگائی گئی مارکی میں نماز ادا کرنی پڑی۔ نماز کے بعد احباب میں مٹھائی کے ڈبے تقسیم کئے گئے جو اس مقصد کے لئے خاص طور پر تیار کروائے گئے تھے۔ اُسی روز شام کو نماز مغرب وعشاء کے بعد مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کارکنان میں تحائف بھی تقسیم فرمائے۔ جس کے بعد مسجد کے احاطہ میں نصب کی گئی مارکی میں ایک پُر وقار تقریب کا انعقاد ہوا جس میں اراکین پارلیمینٹ، کونسلرز اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے قریباً دوسو مہمانوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں مجلس انصاراللہ کی طرف سے چند خیراتی اداروں میں رقوم تقسیم کی گئیں اور اُن اداروں کے نمائندگان کے علاوہ رُکن پارلیمینٹ، رُکن یورپین پارلیمینٹ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطاب فرمایا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

مسجد کا افتتاح کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاعراف کی آیات 27 و 32 کی تلاوت فرمائی۔ پھر حضور انور نے فرمایا کہ ''الحمدللہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم ملک کے اِس حصے میں بھی مسجد تعمیر کرنے کے قابل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کی قربانی کو قبول فرمائے اور جس مقصد کے لئے یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے یہاں کا رہنے والا ہر احمدی اس مقصد کو پورا کرنے والا ہو۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے مَیں نے انصاراللہ UK کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ اس کا تمام خرچ ادا کریں یا اکثر حصہ ادا کریں۔ الحمدللہ کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور بڑے کھلے دل کے ساتھ اس قربانی میں حصہ لیا اور اس طرح یہ مسجد کم وبیش ان کی قربانی سے ہی تعمیر ہوگئی۔ جو وعدے انہوں نے کئے تھے وہ بھی 75 فیصد ادا ہو چکے ہیں، امید ہے بقایا بھی جلد ہی ادا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں مالی قربانی کی صورت میں یا اَور کسی بھی رنگ میں حصہ لیا۔ بہت سا کام والنٹیئر ز (Volunteers) نے وقارِعمل کی صورت میں کیا۔ دیکھنے والوں کو بظاہر یہ کام ناممکن نظر آتا تھا کہ آج اس تاریخ کو مسجد کا افتتاح ہو سکے گا۔ لیکن ان والنٹیئر ز نے اس طرح رات دن کر کے کام کیا ہے کہ اس ناممکن کو آج ممکن بنا دیا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی قربانیوں کے نمونے ہیں جو آج جماعت احمدیہ کے علاوہ ہمیں کہیں نظر نہیں آتے۔ جب ایک دفعہ کام میں لگ جائیں، ارادہ کر لیں کہ کرنا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعائیں کرتے ہوئے اس کام میں جُت جاتے ہیں اور جنونیوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ نہ رات کا ہوش رہتا ہے نہ دن کا ہوش رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے، ان کی پریشانیوں اور مشکلوں اور مسائل کو دور فرمائے۔''

حضور انور نے مسجد کی تعمیر کے بعد احمدیوں کو اُن کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ''اب یہ مسجد تو بن گئی لیکن ہماری ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ ہماری مساجد صرف اس لئے نہیں بنائی جاتیں کہ ایک خوبصورت عمارت ہم بنا دیں اور دوسرے بھی دیکھ کر خوش ہوں کہ دیکھو کتنی اچھی خوبصورت مسجد بنائی ہے اور ہم بھی اس کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں۔ یہ مساجد تو نشان ہیں اس بات کا کہ اللہ والوں کی جماعت جن کے دل اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہتے ہیں ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے، اللہ کے نام پر، اللہ کا گھر تعمیر کرتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی لالچ، دنیا کی کوئی بھی مصروفیت انہیں خدا کی عبادت سے غافل کرنے والی نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا صحیح فہم اور ادراک رکھتے ہیں کہ وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) یعنی مَیں نے جن اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں اور مجھے پہچانیں۔''

حضور انور نے مزید فرمایا کہ ''ہم جب مسجد بناتے ہیں تو کسی دکھاوے یا مقابلے کے لئے نہیں بناتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے، اس کی عبادت کے لئے بناتے ہیں۔ اور یہی سوچ ہے جس کے تحت ہر احمدی کو مسجد میں نمازوں کے لئے آنا چاہئے، یہاں کے رہنے والے احمدیوں میں سے بعض تو ایسے ہیں جو کام پر جاتے ہیں، بعض نمازوں کے اوقات مثلاً ظہر، عصر یا بعض حالات میں مغرب پر مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتے وہ تو اپنے کام کی جگہ پر پڑھ لیں۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو کسی کام کے بغیر ہیں، اسائلم کے فیصلے کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں یا ویسے ہی کام سے فارغ ہو چکے ہیں ان کو پانچوں وقت مسجد میں آنا چاہئے۔ اب یہ مسجد پانچ وقت نمازوں کے لئے کھلنی چاہئے اور جو پہلی قسم مَیں نے کام کرنے والوں کی بیان کی ہے ان کو بھی فجر، مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں آنا چاہئے۔ ہر مرد پر یہ فرض ہے بلکہ جو بچے دس سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں ان پر بھی فرض ہے۔ ایک احمدی جس کا یہ دعویٰ ہے کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا اور آپ کو مان کر اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز کیا ہے اس کی شان کے خلاف ہے کہ دنیا کی مصروفیتیں یا کام یا اَور اس قسم کے بہانے اسے نماز کے لئے مسجد میں آنے سے روکیں۔

احمدی کی شان یہی ہے کہ ہر دنیاوی مجبوری کو پس پشت ڈال دے، پیچھے

پھینک دے۔ دنیا کا کوئی لالچ، دنیا کی کوئی دلچسپی اس کی باجماعت نمازوں میں روک نہ بنے، ورنہ یہ قربانیاں بھی بے فائدہ ہیں جو آپ نے مسجد کی تعمیر کے لئے کی ہیں اور یہ عمارت بھی بے فائدہ ہے جو تقویٰ سے پُر دلوں کی بجائے وقتی جوش رکھنے والے دلوں نے بنائی ہے۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنے اس مقصد پیدائش کو سمجھتے ہوئے اپنے دل کو تقویٰ سے سجاتے ہوئے مسجد کو آباد کرنے والا ہو۔"

اس کے بعد حضور انور نے نماز کی ادائیگی کے حوالہ سے قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات بیان فرمائے اور احمدیوں کو اپنی عبادات کے معیار بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ خطبہ جمعہ کے اختتام سے قبل حضور انور نے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ: "اللہ کرے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق عبادتیں کرنے والے بھی ہوں جس طرح آپؑ جماعت کو بنانا چاہتے تھے۔ اور مشرق و مغرب میں مسجدوں کا جال پھیلانے والے بھی ہوں۔ اور پھر ان مسجدوں کو تقویٰ سے پُر دلوں سے بھرنے والے بھی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مساجد کی تعمیر سے بہت سے تبلیغی راستے کھلیں گے اور اللہ کے فضل سے کھلتے بھی ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں بھی توبہ و استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار قائم کرنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں ہارٹلے پول میں جماعت کو قائم کرنے کے لئے انتھک محنت اور خدمت کرنے والے دو مخلصین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "آج اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر یہاں کے پرانے احمدیوں کو یقیناً ان دو مخلصین کی یاد بھی آ رہی ہوگی جو یہاں کے ابتدائی احمدیوں میں سے ہیں جنہوں نے یہاں جماعت قائم کی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اپنے بچوں کے بڑے ہونے کی وجہ سے وہ یہاں سے شفٹ ہونا چاہتے تھے، شاید پاکستان جانا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر کہ پہلے یہاں جماعت بنائیں اور پھر جائیں۔ ایک مشنری روح کے ساتھ انہوں نے یہاں کام کیا اور جماعت بنائی، تبلیغ کی، مقامی لوگوں میں بھی احمدیت پھیلی۔ اور پھر اس جماعت کی تربیت اور ان مقامی لوگوں کے پیار کی وجہ سے اور تبلیغ کا جو مزا اُن کو آ چکا تھا اس وجہ سے وہ واپس جانے کا خیال ہی بھول گئے اور یہیں کے ہو گئے۔ اور پھر ان دونوں کی یہیں وفات بھی ہوئی اور یہیں دفن بھی ہیں۔ آج ڈاکٹر حمید خان صاحب اور ساجدہ حمید صاحبہ کی روح بھی اس مسجد کی تعمیر کا ثواب حاصل کر رہی ہوگی۔ ان کو بھی یہ ثواب مل رہا ہوگا جن کی کوششوں سے یہ رقبہ خریدا گیا اور جن کی خواہش پر اللہ کے فضل سے یہ مسجد بن بھی گئی ہے۔ ان دونوں فدائین کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی احمدیت کا حقیقی خادم بنائے۔ ان کے چاروں بچوں میں سے بڑی بیٹی یہاں رہتی ہیں۔ ماشاء اللہ، اللہ کے فضل سے اپنے ماں باپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام میں اور ان کے علم میں مزید برکت ڈالے۔ امید ہے کہ چھوٹا بیٹا جو تعلیم کے لئے لندن مقیم ہے وہ بھی یہاں آ کے رہے گا تا کہ اس کام کو جاری رکھے جو اس کے ماں باپ نے جاری کیا۔ بہر حال جب بھی ہارٹلے پول کی تاریخ احمدیت لکھی جائے گی، یہاں کی جماعت کی تاریخ لکھی جائے گی اس جوڑے کا نام سب سے نمایاں ہوگا جنہوں نے یہاں جماعت قائم کی۔ اب تو اللہ کے فضل سے یہاں کافی لوگ ہیں۔ کچھ اسائلم والے بھی آ گئے، دوسرے بھی آ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس جوڑے کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، تبلیغ کے میدان میں بھی آگے بڑھیں اور جماعت میں اضافے کا باعث بنیں اور اس مسجد کے اصل مقصد کو پورا کرنے والے بھی ہوں"۔

ہارٹلے پول میں جماعت احمدیہ کا قیام

ہارٹلے پول، انگلستان کے شمال مشرقی سمندر کا ایک ساحلی شہر ہے جو دراصل دو چھوٹے قصبوں کے ادغام کا نتیجہ ہے۔ یہ قصبے "ہارٹلے پول" (ہیڈ لینڈ) اور "مغربی ہارٹلے پول" تھے۔ پہلا قصبہ ہارٹلے پول ۷۶۴ء عیسوی میں میں عیسائی پادریوں نے آباد کیا تھا جبکہ دوسرے قصبے "مغربی ہارٹلے پول" کی بنیاد ۱۸۴۰ء بتائی جاتی ہے۔ بعض سیاسی اور جغرافیائی ضروریات کے پیش نظر اُن دونوں قصبہ جات کو ملا دیا گیا اور ۱۹۶۷ء میں صرف "ہارٹلے پول" رہ گیا۔

محترم ڈاکٹر حمید احمد صاحب اپنی اہلیہ محترمہ ساجدہ حمید صاحبہ (ایم اے انگریزی) کے ہمراہ ۱۹۷۱ء میں ہارٹلے پول میں مقیم ہوئے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی شفا کے ساتھ ساتھ روحانی شفا بھی رکھ دی تھی اور آپ کی اہلیہ بھی دعوت الی اللہ کا جنون رکھتی تھیں۔ چنانچہ آہستہ آہستہ ان دونوں کے حسن عمل نے اپنا اثر دکھایا اور بہت سی سعید روحیں تثلیث کو خیر باد کہہ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں آ گئیں اور کئی سال کی انتھک کوششوں کے نتیجہ میں ہارٹلے پول میں احمدیہ جماعت کا قیام عمل میں آیا اور پھر جلد ہی ہارٹلے پول انگلستان کا وہ پہلا شہر بن گیا جہاں مقامی احمدیوں کی تعداد باہر سے آ کر آباد ہونے والوں سے تجاوز کر گئی۔ ۱۹۷۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہاں قدم رنجہ فرمایا۔ خلافت ثالثہ میں ہی یہاں سب سے پہلے قبول احمدیت کی سعادت ایک خاتون نے حاصل کی۔ یہ "مس پام ایلڈر" تھیں جنہوں نے ۱۹۸۱ء میں حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ہارٹلے پول آمد کے موقع پر بیعت کرنے کی توفیق پائی۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے تو پھر کئی بار ہارٹلے پول تشریف لے گئے۔ ۱۹۹۴ء میں محترمہ ساجدہ حمید صاحبہ کی وفات ہوگئی۔ فروری ۲۰۰۰ء میں محترم ڈاکٹر حمید احمد صاحب کی وفات بھی ہوگئی۔ تاہم اس جوڑے نے اپنے حسن کردار اور پاکیزہ اخلاق سے جو بیج ہارٹلے پول کی زمین میں بو دیا تھا وہ ایک پودے کی شکل میں کھڑا ہو چکا تھا اور فضل باری سے ہونے والی بارانِ رحمت کے نتیجہ میں ایک تناور درخت بننے کے لئے تیار تھا۔

مسجد ناصر کی تعمیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اکتوبر ۲۰۰۴ء میں ہارٹلے پول تشریف لے گئے اور وہاں "مسجد ناصر" کا سنگِ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی تعمیر کی ذمہ داری مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سپرد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ نے حضور انور کی خواہشات کے مطابق اس ذمہ داری کو نہایت احسن رنگ میں سرانجام دینے کی توفیق پائی اور حقیقت میں "نحن انصار اللّٰہ" ہونے کا حق ادا کر دیا۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

اس مسجد کی مختصر تاریخ کچھ یوں ہے کہ ۱۹۹۸ء کے وسط میں محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب نے ہارٹلے پول کی جماعت کو مسجد کی صورت میں ایک مستقل مرکز فراہم کرنے کے بارہ میں سوچا اور پھر محتاط انداز میں مقامی کونسل سے ایسے مناسب قطعہ اراضی کی دستیابی کے متعلق پوچھا جس پر علاقہ کی سب سے پہلی مسجد کی تعمیر کی اجازت مل سکے۔ اسی سال ہارٹلے پول کونسل کی جانب سے منعقدہ ایک غیر رسمی اجلاس کے دوران آپ کی ملاقات ہارٹلے پول کے چیف ایگزیکٹو مسٹر ڈنسڈیل (Mr. Dinsdale) سے ہوئی اور آپ نے ان سے بھی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جگہ کی دستیابی کی بات کی۔ ۱۰؍اگست کو مسٹر ڈنسڈیل نے محترم ڈاکٹر صاحب کو تحریری طور پر پندرہ جگہوں کی نشاندہی کی جہاں مسجد تعمیر کی جا سکتی تھی۔ ان میں سے دو کونسل کی اور باقی ذاتی ملکیت تھیں۔ لیکن یہ سب جگہیں کسی نہ کسی وجہ سے ناموزوں تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کا مسٹر ڈنسڈیل سے مسلسل رابطہ رہا۔ لیکن اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک خطبہ جمعہ میں مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جب اپنی خواہش کا اظہار کیا تو ہارٹلے پول کی جماعت کے ہر فرد کے اندر مسجد کی تعمیر کا شوق پہلے سے بڑھ کر فروزاں ہو گیا۔

۱۰؍اگست ۱۹۹۹ء کو ہارٹلے پول کونسل کے اسٹیٹ مینیجر نے ڈاکٹر حمید صاحب کو ایک خط میں مزید چار مقامات کا بتایا جو اس سلسلے میں موزوں تھے اور زیادہ اہم بات یہ تھی کہ یہ سب جگہیں کونسل کی ملکیت تھیں۔ جماعت کے کچھ دیگر ممبران سے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ Turnbull Street اور Brougham Terrace کے Junction پر واقع مقام اس سلسلہ میں موزوں ترین ہے۔ یہ جگہ 0.021 ایکڑ اور 0.7 ایکڑ کے دو ٹکڑوں پر مشتمل تھی۔ کونسل کو اس بارہ میں بتا دیا گیا اور اسٹیٹ مینیجر کے کہنے پر ۹؍فروری ۲۰۰۰ء کو محترم ڈاکٹر صاحب نے پراپرٹی سروس ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی ملاقات مسٹر جوائس (Mr. Joyce) سے ہوئی جنہوں نے 0.7 ایکڑ والے زمین کے ٹکڑے کی قیمت ساٹھ ہزار پاؤنڈ بتائی۔ اس ملاقات کے صرف ایک ہفتہ بعد محترم ڈاکٹر صاحب وفات پا گئے اور نو احمدی انگریز محترم بلال ایٹکنسن صاحب کو ہارٹلے پول کا صدر جماعت مقرر کیا گیا جنہوں نے محترم ڈاکٹر صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسجد کے لئے زمین کے حصول کا کام سرگرمی سے جاری رکھا۔

محترم بلال ایٹکنسن صاحب (ریجنل امیر) نے محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد مسجد کی زمین کی خرید کے لئے کی جانے والی پیش رفت کے حوالہ سے بتایا کہ ۱۴؍مارچ ۲۰۰۰ء کو مَیں نے اسٹیٹ مینیجر سے رابطہ کر کے اُسے ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بارے میں بتایا اور درخواست کی کہ مجوزہ زمین کے بارہ میں بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ دو ہفتے بعد اسٹیٹ مینیجر نے مجھے اطلاع دی کہ کونسل کے Resources Board نے اس زمین کو ہمیں بیچنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ۱۲؍اپریل ۲۰۰۰ء کو مَیں نے اس سلسلہ میں لندن جا کر محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر یوکے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کی۔ حضورؒ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے ڈاکٹر حمید صاحب کے اس نیک مقصد کو جاری رکھنے کو کہا۔ چنانچہ ۱۸؍اپریل کو مَیں نے مسٹر جوائس سے بات کی اور پوچھا کہ کیا رقم میں کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔

کیونکہ میں تجربہ سے جانتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب بغیر کسی بھاؤ تاؤ کے اس قیمت پر متفق نہ ہوتے۔ بھاؤ تاؤ کا یہ طریقہ میرے لئے بہت عجیب ہے لیکن ایشیائی اور مشرقی ممالک میں بہت مقبول ہے۔ مسٹر جوائس نے مجھے کہا کہ میں انہیں زمین کی قیمت پر نظرِ ثانی کے لئے ایک تحریری درخواست دوں جسے وہ کونسل میں پیش کریں گے۔ چنانچہ یہ درخواست لکھی گئی جو ۲۰؍جون کو ریسورسز بورڈ میں پیش ہوئی۔

اسی دوران میں نے مزید رہنمائی اور دعا کے لئے حضورؒ کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا جس کے جواب میں حضورؒ نے تحریر فرمایا کہ وہ بہت خوش ہیں کہ ہم نے اس سلسلہ میں زمین خرید بھی لی ہے۔ میں نے سمجھا کہ حضورؒ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے لیکن بعد میں مجھے احساس ہوا کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ جلد ہی مسٹر جوائس نے مجھے بتایا کہ کونسل یہ زمین ارزاں قیمت پر فروخت کے لئے رضامند ہو گئی ہے اور وہ خود بھاؤ تاؤ کرنے کے مجاز ہیں۔ یہ میرے لئے بہت عجیب بات تھی کہ مجھے فون پر بولی لگانی پڑتی تھی۔ تاہم میں نے زمین کے مفت حصول سے بات چیت شروع کی یہانتک کہ ہم £35,000 کے دوستانہ سودے پر راضی ہو گئے۔ مسٹر جوائس نے اس بات سے اتفاق کیا کہ اس رقم میں 0.21 اور 0.7 ایکڑ کی دونوں جگہیں شامل ہوں گی جس سے زمین کا کل رقبہ 1 ایکڑ ہو جائے گا۔ یہ ۱۸؍اگست ۲۰۰۰ء کی تاریخ کی بات ہے۔ ۲۷؍اگست کو مَیں نے مکرم امیر صاحب یوکے کی منظوری سے کونسل کو اُن کی پیشکش کی منظوری کی اطلاع دیدی۔

اگلا مرحلہ زمین کی قیمت جمع کرنے کا تھا۔ £35,000 کی رقم بہت بڑی ہے اور یہ صرف زمین کی قیمت تھی۔ میں جانتا تھا کہ زمین کی قیمت کی ادائیگی کے لئے جماعت کے ہر مرد و زن اور بچوں کو بڑی قربانی دینا ہوگی۔ میں حیران تھا کہ یہ سب کیسے ہوگا۔ دنیاوی نقطہ نگاہ سے یہ ناممکن نظر آتا تھا۔ اس وقت ہارٹلے پول کی جماعت بہت چھوٹی تھی اور صرف تین یا چار افراد کل وقتی ملازمت میں تھے۔ میں اس وقت جماعت کے نظم و نسق کے نظام سے بھی ناآشنا تھا اور میرا خیال تھا کہ مجھے اور دیگر ممبران کو مستقبل میں مسجد کی تعمیر کے بعد گیس، بجلی اور ٹیلی فون سمیت تمام بل ادا کرنا پڑیں گے۔ ۳؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو ایک اجلاس عام میں مَیں نے جماعت سے وعدہ جات پیش کرنے کے لئے کہا اور ہر گھر میں ایک فارم بھیج دیا۔ لیکن میرے ایمان کی کمی کی وجہ سے مجھے ابھی تک یقین نہیں تھا کہ یہ رقم کیسے اکٹھی ہوگی۔ تاہم اگلی صبح ملنے والی ڈاک نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ اس میں ہماری جماعت میں شامل ہونے والے ایک نہایت مخلص جوڑے کی طرف سے £20,000 کا وعدہ موصول ہوا تھا۔ اس کے بعد سے مجھے یقین ہو گیا کہ رحمٰن خدا ہمیشہ ہمارا مددگار رہے گا اور یہ کہ مجھے ہمیشہ مدد کے لئے صرف اور صرف اس سے مانگنا چاہئے۔

اسی سال اکتوبر میں مسجد کا ڈیزائن اور مبلغ کی رہائشگاہ کا منصوبہ بنانے کے لئے ہم نے بریڈفورڈ کے ایک انگریز آرکیٹیکٹ مسٹر ڈین وڈوارڈ (Mr. Dean Woodward) کی خدمات حاصل کر لیں۔ جنوری ۲۰۰۱ء میں ہم نے مسجد کے منصوبہ کا خاکہ کونسل میں پیش کیا جو کہ مقامی سطح پر مخالفت کے باوجود اپریل میں منظور ہو گیا۔ دسمبر میں عمارت کا حتمی ڈیزائن کونسل میں منظوری کے لئے دیا گیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگست ۲۰۰۲ء میں منظور ہو گیا۔ اس کے بعد جگہ کی خرید کے لئے ہارٹلے پول کونسل سے بات چیت جاری رہی اور آخر کار ۸؍اگست ۲۰۰۳ء کو

زمین کی ملکیت جماعت کے نام کردی گئی۔ زمین کی Land Registry Report میں ایک دلچسپ بات یہ دیکھنے میں آئی کہ ۱۸۹۹ء میں ایک وصیت میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس زمین پر کوئی عوامی رہائشگاہ تعمیر نہیں ہوگی اور نہ ہی اس جگہ کو کسی مہلک اثر شے کی فروخت کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

نومبر ۲۰۰۳ء میں مرکز نے عمارت کی تعمیر کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ لگایا اور مجھے لکھا کہ تعمیر کا آغاز تب کیا جائے گا جب ہارٹلے پول جماعت ۷۵ ہزار پاؤنڈ اکٹھا کرلے گی۔ جون ۲۰۰۴ء تک ہماری جماعت نے ۷۷ ہزار پاؤنڈ سے زائد رقم جمع کرلی۔ چنانچہ محترم امیر صاحب کی یہ درخواست حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمالی کہ حضور بریڈفورڈ اور ہارٹلے پول کی مساجد کی بنیادی اینٹیں رکھنے کے لئے خود تشریف لائیں۔ اس طرح ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز اتوار حضور انور نے ہارٹلے پول میں مسجد کا سنگ بنیاد قادیان سے لائی جانے والی اُس اینٹ کے ساتھ رکھا جو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مکرم ہاشم اکبر صاحب کو دی تھی۔ اس موقع پر حضور انور نے مسجد کے ساتھ مبلغ سلسلہ اور خادم مسجد کی رہائشگاہ کی تعمیر کی بھی ہدایت فرمادی۔ میرے لئے یہ بہت بڑا روحانی تجربہ تھا کیونکہ ایک بار پھر خدا کا منصوبہ ہمارے منصوبوں سے کہیں بڑھ کر معلوم ہورہا تھا۔ دو ہفتہ بعد ہی حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں گزشتہ وعدہ جات اور صدر انصار اللہ کے وعدہ کا ذکر کیا اور مجلس انصار اللہ کے ممبران کو ہارٹلے پول مسجد کے سلسلہ میں اپنے وعدہ جات پورا کرنے کو کہا۔ مسجد کا نام پہلے ہی مسجد ناصر رکھا گیا تھا۔ اب مسجد کا منصوبہ مناسب تبدیلی کے بعد ایک بار پھر کونسل میں منظوری کے لئے پیش کیا گیا، جو کہ منظور کرلیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ مسجد کی عمارت علاقہ کی سب عمارتوں سے ممتاز ہو۔ چنانچہ لندن سے باہر یہ پہلی مکمل تعمیر شدہ احمدیہ مسجد حضور انور کی خواہش کے مطابق تعمیر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کے لئے کسی بھی پہلو سے قربانی کرنے والوں کی اجر عظیم عطا فرمائے اور اپنی محبت اُن کے دلوں میں پیدا فرمادے۔

تقریب عشائیہ

مسجد کے افتتاح کے سلسلہ میں ایک پُر وقار تقریب ۱۱؍نومبر ۲۰۰۵ء کی شام مسجد ناصر ہارٹلے پول کے احاطہ میں نصب کی جانے والی مارکی میں منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز ساڑھے چھ بجے شام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے بعد تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ مکرم مبارک احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاکیزہ منظوم کلام سے چند اشعار پیش کئے۔ جس کے بعد محترم بلال ایٹکنسن صاحب ریجنل امیر نارتھ ایسٹ نے احمدیت کا تعارف نہایت احسن رنگ میں پیش کیا اور جماعت احمدیہ کی خلق اللہ سے ہمدردی کی بہت سی مثالیں بیان کیں۔ آپ نے محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ ساجدہ حمید صاحبہ کی خدمات کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ میرے قبول اسلام کی وجہ بھی اِس جوڑے کا حسن اخلاق اور نیک سیرت کا نمونہ بنا ہے۔

اس کے بعد مکرم منیر احمد صاحب مینیجر چیریٹی واک ۲۰۰۵ء انصاراللہ یوکے نے ۱۲؍جون کو ہارٹلے پول میں منعقد ہونے والی چیریٹی واک کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ اس چیریٹی واک کا ہارٹلے پول میں انعقاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں ہی کیا گیا تھا اور حضور انور نے مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے کی اس درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا کہ میراتھن کے نتیجہ میں اکٹھی کی گئی رقم کے چیک حضور انور کے دست مبارک سے اس افتتاحی تقریب میں خیراتی اداروں میں تقسیم کئے جائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف خیراتی اداروں میں قریباً پچیس ہزار پاؤنڈز کے چیک تقسیم فرمائے۔ جن خیراتی اداروں میں رقم تقسیم کی گئی اُن میں ہارٹلے پول میئرز چیریٹی، District hospice، Buddawick چلڈرن ہسپتال، Save the Children، Brom پرائمری سکول، کینسر ریسرچ یوکے اور ہیومینیٹی فرسٹ شامل ہیں۔ اس کے بعد ان اداروں سے تعلق رکھنے والے منتظمین نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے رقوم کی فراہمی پر شکریہ ادا کیا اور اپنے اداروں کی کارکردگی پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی۔

ہارٹلے پول بارو کونسل کے چیئرمین Mr. Carl Richardson نے اپنے خطاب میں کہا کہ وہ اس عمارت کے منفرد ڈیزائن سے بہت متأثر ہوئے ہیں اور اسی طرح مختلف خیراتی اداروں میں فراخدلی سے رقوم کی تقسیم سے بھی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ مسجد اپنے ماحول اور یہاں عبادت کے لئے آنے والوں کے لئے بہت فائدہ کا موجب بنے گی۔ نیز اس تقریب میں موجود بے شمار افراد جن کا تعلق مختلف ثقافتوں اور مذاہب سے ہے اور یہ چیز ثابت کرتی ہے کہ مسجد کا استعمال بہترین طور پر کیا جائے گا اور یہ معاشرہ میں اتحاد پیدا کرنے کا باعث بنے گی جس کی بڑی ضرورت ہے۔

ایک اَور خیراتی ادارہ District hospice کی منتظم Volnye Hammying نے امید ظاہر کی کہ یہ مسجد معاشرہ میں امن اور رواداری کی علامت بنے گی۔ Buddawick Children Hospice کے Mr. Bill Fox نے بھی خیراتی رقم پر شکریہ ادا کرتے ہوئے مسجد کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ مقامی Save the Children کی چیئرمین Vivian Donally نے بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے ایشیا میں حال ہی میں آنے والے زلزلہ کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ بھجوایا ہے اور جو ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ کی رقم آپ نے پیش کی ہے، وہی بھی ہم زلزلہ زدگان کے لئے بھجوائیں گے۔ Brom Primary School کے ہیڈ ماسٹر نے اپنی تقریر میں عطیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ کچھ عرصہ سے وہ مسجد کی انتظامیہ سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور ان کے اخلاص کی حدّت اور دوستانہ رویے سے بے حد متأثر ہیں چنانچہ یہ تعلقات مستقبل میں مزید مضبوط ہوتے چلے جائیں گے۔ کینسر ریسرچ یوکے کی Lindsey Kate نے بھی گرانقدر عطیہ ملنے پر بہت شکریہ ادا کیا۔ ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے محترم سید منصور شاہ صاحب قائمقام چیئرمین نے ادارہ کی دنیا کے مختلف خطوں میں کارگزاری پر اختصار سے روشنی ڈالی۔

اس کے بعد محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے نے خطاب کیا۔ آپ

نے معاشرہ میں مذہبی لگاؤ میں کمی اور اُس کے نتیجہ میں اخلاقی اقدار میں کمزوری کا ذکر کیا اور امید ظاہر کی کہ اس مسجد کی تعمیر سے معاشرہ پر ہر پہلو سے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ آپ نے دنیا بھر میں جماعت کی خدمتِ خلق کی سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی۔

رکن پارلیمینٹ Mr. Ian Wright نے تقریر میں مسجد کے ڈیزائن کی تعریف کرتے ہوئے اسے مقامی تعمیرات میں ایک عمدہ اضافہ قرار دیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جون میں ہونے والی چیریٹی واک میں بھی نوسو شرکاء کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ لندن سے باہر تعمیر کی جانے والی یہ پہلی احمدیہ مسجد ہے جو ہارٹلے پول میں بنائی گئی ہے۔ اور یہ بھی حسین اتفاق ہے کہ بارہ سو سال قبل ہارٹلے پول میں ہی عیسائیت کی برطانیہ میں تبلیغی سرگرمیوں کو وسعت دینے کے لئے St. Tilda نے عیسائی مذہبی بستی قائم کی تھی۔ انہوں نے جماعت کے ماٹو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کو بھی سراہا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب ہم السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی طرف سے تمہیں امن اور رحمت نصیب ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج ہم مسجد ناصر کے افتتاح کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں جو اِس علاقہ میں اور اس قصبہ میں پہلی احمدیہ مسجد ہے۔ وہ لوگ احمدیہ مسلم جماعت اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے متعارف نہیں ہیں لیکن چند مقررین کی تقاریر سن چکے ہیں خصوصاً مقامی ممبر آف پارلیمینٹ کی تو مَیں کہہ سکتا ہوں کہ کم از آپ کے راہنما احمدیت سے آگاہ ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو حقیقت نہیں جانتے، اُن کے دلوں میں اس مسجد کی تعمیر سے بعض خدشات جنم لے سکتے ہیں کہ شاید اس کی وجہ سے علاقہ کا امن اور رواداری کا ماحول تباہ ہو جائے۔ غیر مسلم ذہنوں میں اُٹھنے والے اس سوال کی دو وجوہات ہیں (باوجود اس کے کہ ایسی تعلیم سے وہ لاعلم ہیں جو ناشائستہ ہے یا دہشت گردی کو فروغ دینے والی ہے)، ایک اسلام کے خلاف ایسا متعصب پراپیگنڈہ ہے جو انصاف کے تقاضوں کے صریحاً منافی ہے۔ اور دوسرے بعض نام نہاد مسلمانوں کے افعال ہیں۔

اس لئے ہمیں اسلام کے حسن کو اس کی کتابِ شریعت (قرآن کریم) کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کے متعلق ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ اس مختصر وقت میں مَیں کسی تفصیل میں تو نہیں جاسکتا لیکن چند امور کی وضاحت ضرور کروں گا جسے سمجھنے کے لئے مَیں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ذہنوں سے اُن خیالات کو نکال باہر کریں جن کے مطابق اسلام کسی بھی قسم کے تشدد کو فروغ دیتا ہے یا دوسروں کے حقوق پامال کرنے کی تعلیم دیتا ہے یا ظلم، دہشت گردی، لاقانونیت میں اضافہ کرتا ہے یا کسی کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ اسلام کی تعلیم تو محبت، شفقت، دوسروں کے جذبات کے احترام، مساوات اور انصاف کی بنیاد پر دوسروں سے ہمدردانہ سلوک اور ہمہ وقت قانون کی اطاعت کرتے چلے جانے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔ (سورۃ النحل:۹۱)

پس دیکھئے کہ یہ کس قدر خوبصورت تعلیم ہے جو ہر شخص سے توقع رکھتی ہے کہ وہ صاف دل کے ساتھ دوسروں سے معاملہ کرے اور کسی کے ساتھ بھی ظالمانہ یا غیر مشفقانہ رویّہ نہ رکھے بلکہ اپنی اس حالت سے مزید ترقی کرتے ہوئے اپنے حقوق کو دوسروں کی خاطر قربان کرے۔ دوسروں کے ساتھ مساویانہ اور اچھا سلوک کرے جیسا کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ روا رکھتا ہے، اپنی اولاد یا والدین کے ساتھ اور اُن کی کمزوریوں سے صرف نظر کرتا ہے۔ اگر کوئی اس طرح عمل کرے تو اختلافات، جھگڑے اور باہمی شکایات کی بنیادیں ختم ہو جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام ایسے امور سے منع کرتا ہے جو اخلاق کو نقصان پہنچائیں جیسے فحاشی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے دُور لے جانے والی چیز ہے۔ معاشرتی اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے والے کاموں سے بچنا چاہئے۔ اگر آپ کسی کے حقوق غصب کریں گے یا کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے تو معاشرتی رواداری کو برباد کردیں گے۔ جھگڑے اور چپقلشیں جنم لینے لگیں گی۔ اس لئے ان برائیوں سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نیز ایسے امور سے بھی دُور رہیں جن کے نتیجہ میں باغیانہ روش پیدا ہو۔ ایسے اتحاد نہ بنائیں جو حکومت کے مدّمقابل آنا چاہیں۔ ایسے کام نہ کریں جن سے قانون ٹوٹ جائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں، ملکی قوانین کا احترام کریں۔ اپنے ہاتھ میں قانون لینے کی کوشش نہ کریں۔ جماعت احمدیہ کے بانی نے یہ اصول ہمارے سامنے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ''تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل پر نیکی کرے اور اس کے آزار (تکلیف) کے عوض میں اسے راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے''۔

پس یہ اسلامی تعلیم ہے، جس پر جماعت احمدیہ قائم ہے۔ اور یہ تعلیم اپنے ہم وطن کے بارہ میں ہی نہیں ہے کہ اُس سے اپنے رشتہ داروں جیسا سلوک کرو بلکہ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ۔ اور اگر تم کسی قوم کے ساتھ لڑائی میں بھی مصروف ہو تو بھی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ اگر تم اُن پر غلبہ پالو تو مغلوب دشمن کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ نہ کرو۔ فاتح ہو کر مفتوح کے حقوق سلب نہ کرو۔ اگر تمہارا کوئی فرد مغلوب دشمن کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرے تو اپنے آدمی کی تائید کرنے کی بجائے انصاف کے ساتھ سچائی کا ساتھ دو۔

اس تعلیم کی روشنی میں مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اسلام کو وحشیانہ مذہب نہیں کہا جاسکتا جو دوسروں کے حقوق پامال کرنے کی ترغیب دیتا ہو۔ بلکہ یہ تو محبت اور پیار کی زیادہ یقینی فضا پیدا کرتا ہے۔

پس یہ اسلامی تعلیم کی غلط تفسیر اور گمراہ کُن پراپیگنڈہ کی چند مثالیں ہیں جن کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ بداعمال کے حامل چند مٹھی بھر افراد کو اسلام کا نمائندہ نہ سمجھا جائے اور اسی طرح اسلام کے خلاف کئے جانے والے متعصب پراپیگنڈہ کو غیر معمولی اہمیت دی جائے۔ بطور مثال عیسائیت کو لیں جس کی تعلیم انتہا درجہ کی شفقت کا اظہار کرتی ہے چنانچہ عیسائی تعلیم کی رُو سے اگر کوئی کسی کے داہنے گال پر طمانچہ مارتا ہے تو اُسے اپنا دوسرا گال بھی مارنے والے کے سامنے کردینا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی اس تعلیم پر عمل نہیں کرتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عیسائیت بُری ہے۔

ضروری ہے کہ معاشرہ میں محبت، باہمی شعور اور مشفقانہ انداز اپنانے کے لئے امن و برداشت کی فضا پیدا کی جائے تا کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی اس خوبصورت دنیا سے لطف اندوز ہوسکیں۔ دنیا میں جہاں کہیں لوگ احمدیت کے پیغام سے آشنا ہوئے ہیں، وہاں مقامی لوگوں نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً جرمنی میں ایک مقام پر جب ہم نے کچھ عرصہ قبل مسجد تعمیر کی تو مقامی لوگوں کی اکثریت نے ہمارے حق میں نہایت مثبت جذبات کا اظہار کیا، اگرچہ بعض متعصب باتیں بھی سنائی دیں۔ انہی متعصب لوگوں میں سے کسی نے ہماری مسجد کو ایک دن آگ بھی لگادی جس کے نتیجہ میں بہت سا نقصان ہوا۔ ایسے میں اُن مقامی لوگوں نے جو تقریباً تمام عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، اس واقعے پر شدید افسوس کا اظہار کیا اور اُنہی میں سے کسی نے آگ بجھانے والا الارم بھی بجایا۔ حتیٰ کہ مقامی چرچ کا پادری بھی اس واقعہ کا افسوس کرنے احمدیہ مسجد میں آیا۔ اس کے علاوہ چرچ نے آگ سے ہونے والے ایک لاکھ یورو کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے مدد کی پیشکش بھی کی۔ پس یہ جذبات جن کا اظہار مقامی عیسائیوں نے کیا، اسی وجہ سے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ احمدی مسلمان ہی اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے اور اِس اسلامی تعلیم پر عمل بھی کرتا ہے۔ اُن کا "محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں" کا دعویٰ محض زبانی نہیں بلکہ عملی ہے۔

حضور انور نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ میں سے جو احمدی نہیں ہیں لیکن آج کی شام ہمارے ساتھ معزز مہمان کے طور پر شامل ہیں، دیکھیں گے کہ یہ آپ کے قصبہ میں یہ مسجد امن، رواداری، باہمی ادراک اور روشنی کے مینار کے طور پر علامت بنے گی۔ دراصل اس مسجد کو تعمیر کرنے والے اُس شخص کے پیروکار ہیں جس نے اُنہیں اسلام کے حقیقی پیغام سے آشنا کیا۔ چنانچہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں اور اُس کی مخلوق کے لئے ان کے دلوں میں شفقت کے سوا کچھ نہیں۔ ذات، رنگ یا نسل کے فرق کو ملحوظ رکھے بغیر اس مسجد میں عبادت کے لئے آپ آسکتے ہیں۔ اس کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔ مَیں اس قصبے کے لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اُس نبیؐ پر ایمان رکھتے ہیں جس نے محبت اور امن کی خاطر اپنے شدید دشمن کو بھی معاف کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ امن کے قیام اور محبت کے فروغ کے لئے ہمارے دلوں سے صرف محبت اور پیار ہی پھوٹے گا۔

بانی جماعت احمدیہ جن کو ہم مسیح موعود یقین کرتے ہیں، انہوں نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ "تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے الفاظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو"۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ اِن الفاظ نے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک اور خوف کو رفع کر دیا ہوگا جنہوں نے اس مسجد یا جماعت احمدیہ کے بارہ میں جنم لیا ہو۔ اللہ کرے کہ یہاں پر رہنے والا ہر احمدی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صحیح عملی تصویر پیش کرنے والا ہو۔ ہر احمدی لوگوں کے دلوں میں ہر قسم کے خوف دُور کرنے کا باعث بنے۔ مجھے امید ہے کہ یہ مسجد باہمی محبت اور دوستی کی علامت کے طور پر دیکھی جائے گی اور تمام مذاہب کے پیروکاروں کے باہمی تعلق کے حوالہ سے ایک اہم نشان کے طور پر دیکھی جائے گی۔ اور یہاں سے اُس خدا کی محبت کا پیغام پھیلے گا جو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری باہمی محبت و پیار کے جذبات میں اضافہ فرمائے۔

حضور انور نے اپنے خطاب کو ختم کرنے سے قبل فرمایا کہ آخر پر مَیں تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت فرما کر اپنی محبت، چاہت اور دوستی کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بہترین جزا آپ کو عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ سب کا مکرّر شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد ممبر آف یورپین پارلیمینٹ Ms. Fiona Hall نے مختصر خطاب میں اُنہیں اس تقریب میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ جون میں ہونے والی میراتھن واک کے موقع پر انہیں پہلی بار اس مسجد کی تعمیر سے متعلق منصوبہ کا علم ہوا تھا جسے آج وہ اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ رہی ہیں۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے دیگر فلاحی منصوبوں سے متاثر ہونے کا بھی ذکر کیا اور خواہش ظاہر کی کہ وہ ایسے منصوبوں کی انجام دہی میں اپنی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ شامل ہونا چاہیں گی۔ انہوں نے "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں" کے ماٹو کا ذکر کر کے کہا کہ یہ ماٹو اس علاقہ کے ہر دل میں بلاتفریق زندہ رہے گا۔

اس کے بعد دعا کے ساتھ تقریب اختتام کو پہنچی جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں پُر لطف کھانا پیش کیا گیا۔ اس تقریب کی کمپیئرنگ کے فرائض مکرم ہاشم اکبر احمد صاحب صدر جماعت ہارٹلے پول نے ادا کئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کے افتتاح کے لئے ایک روز قبل (جمعرات کی شام قریباً چھ بجے) لندن میں قصر خلافت سے روانہ ہوئے اور رات پونے گیارہ بجے ہارٹلے پول کے صدر مکرم سید ہاشم اکبر احمد صاحب کے ہاں ورود فرمایا۔ حضور انور نے رات کو وہیں قیام فرمایا اور صبح کی نماز بھی گھر پر ہی پڑھائی۔ اگلے روز مسجد کی افتتاحی تقریبات سے فراغت کے بعد بھی حضور انور اُن کے گھر پر ہی تشریف لے گئے جہاں سے ہفتے کو قبل از دوپہر روانگی ہوئی۔ لندن واپسی کے سفر میں حضور انور نے دوپہر کچھ دیر کے لئے سکنتھورپ میں مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب صدر جماعت کے ہاں قیام فرمایا۔ حضور انور نے یہاں کھانا بھی تناول فرمایا اور نماز ظہر و عصر بھی جمع کر کے پڑھائی۔ سکنتھورپ سے روانہ ہو کر حضور انور مع اہل قافلہ بخیریت شام پانچ بجے مسجد فضل لندن پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر ہر پہلو سے خیر و برکت کا باعث بنادے اور یہ اسلام کی امن و سلامتی کی تعلیم کا بہترین عملی نمونہ پیش کرنے والی ہو۔

اَنصار ڈائجسٹ

محمود احمد ملک

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ تحریرات اور مفید واقعات شامل اشاعت کئے جاتے ھیں جو قارئین خود لکھنا پسند فرمائیں یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کرکے بھجوائیں۔ تحریر مختصر اور باحوالہ ھونی چاھئے۔ ھمارا پتہ ھے:

Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL.　　e-mail: ansar_digest@yahoo.co.uk

ایک پیغام

مجلس انصاراللہ سیرالیون کے سالانہ اجتماع کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ایک پیغام سے اقتباس ہدیۂ قارئین ہے:

''آپ جو کہ اللہ کے دین کے انصار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آپ پر فرض ہے کہ اس پہلو سے جماعت کی صف اول ثابت ہوں۔

۱۔ ہر وہ بات کریں جس سے آپ کی محبت بڑھے اور تعاون کی روح نشوونما پاتی ہو۔

۲۔ ہر اُس بات سے رُک جائیں جس سے کسی بھائی کے بارہ میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہو۔

۳۔ ہر وہ ذریعہ اختیار کریں جس سے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ محبت اور اطاعت کا جذبہ بڑھے اور آپ لوگ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کی تصویر بن جائیں۔

۴۔ اپنی تمام تر طاقتیں دعوت الی اللہ کے اہم فریضہ پر صرف کردیں۔

(ماهنامه انصار اللّٰه جنوری 1986ء صفحه 15)

رنگ کیوں نظر آتے ہیں؟

امریکی سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ وہ اب یہ بتاسکتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو ہندسے پڑھتے وقت رنگ کیوں دکھائی دیتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق ہر دو ہزار انسانوں میں ایک اس غیر معمولی صورتحال سے دوچار ہوتا ہے جس میں تمام حسیات ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل جاتی ہیں۔ کچھ لوگوں کو موسیقی سنتے وقت رنگ نظر آتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو الفاظ کو چکھ سکتے ہیں۔

یونیورسٹی آف کلی فورنیا سان ڈیگو کی ایک ٹیم کا کہنا ہے کہ ان کی دریافت سے ان خیالات کو تقویت ملی ہے کہ ایسی حالت تب پیدا ہوتی ہے جب دماغ کے ساتھ منسلک حصے دوسری حسیاتی معلومات کی تشکیل میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوسکتی ہے جب بچہ ماں کے رحم میں دماغ کے ان حصوں اور اعصاب کے درمیان تعلق بنانے میں ناکام رہا ہو۔

مثال کے طور پر ایک شخص جو اس حالت سے دوچار ہو، اُسے سیاہی میں لکھا ہوا 5 کا ہندسہ دیکھنے پر لال رنگ نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے دماغ میں لال رنگ میں امتزاج کرنے والا حصہ ہندسوں کی پہچان کرنے والے حصے کے ساتھ متحرک ہوتا ہے۔

فٹبال کے لئے نئی گول ٹیکنالوجی

گزشتہ سال ایک ایسی فٹبال آزمائشی بنیادوں پر استعمال کی گئی ہے جس کے نتیجے میں گول ہونے اور نہ ہونے پر پیدا ہونے والے تنازعات ختم ہوجائیں گے۔ فٹبال کی عالمی تنظیم فیفا کے تحت ہونے والے انڈر 17 ٹورنامنٹ کے عالمی مقابلوں کے لیے اس کو آزمایا جاچکا ہے اور انگلش فٹبال ایسوسی ایشن نے بھی پریمئر لیگ اور فٹبال لیگ کے مقابلوں میں ایسی ہی فٹبال کا تجربہ کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔

اس فٹبال میں ایک ایسی Chip نصب ہے جو گول لائن سے گزرتے ہی گول کے Poles میں موجود برقی رَو کے سگنل کو متحرک کردیتی ہے اور یہ سگنل فوراً ہی ریفری کے پاس موجود سگنل دینے والے آلے میں آواز پیدا کرتا ہے کہ بال گول لائن عبور کرگئی ہے۔ اس طرح تنازعہ پیدا نہ ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کی بچت بھی ہوجاتی ہے۔ اس فٹبال کو مشہور ادارے Adidas نے تیار کیا ہے۔

اس طرح کے فٹبال تیار کرنے پر خاص طور پر زیادہ توجہ مانچسٹر یونائیٹڈ کے اس گول تنازعے کے بعد ہوئی جس میں گول کیپر رائے کیرول کے ہاتھ سے بال چھوٹ کر گول لائن سے اندر چلی گئی تھی۔

مستقبل کا دھندلا افق

آلودگی دنیا کو درپیش سب سے بڑا ماحولیاتی مسئلہ ہے جسے ختم کرنے کے لئے خطیر رقم درکار ہے لیکن زیادہ دولت حاصل کرنے کی ہوس ہی ایک لحاظ سے اس تمام آلودگی کو جنم دیتی ہے۔ اگرچہ ایسا طرزِ زندگی اپنانا جو کہ کرۂ ارض کے لئے نقصان دہ نہ ہو آسان تو نہیں لیکن ایسا طرزِ زندگی اب ایک بنیادی ضرورت بن گیا ہے، کیونکہ آلودگی اب زندگی کے لئے خطرہ بنتی جارہی ہے۔ چنانچہ عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے ہر سال دنیا بھر میں 30 لاکھ افراد گاڑیوں اور صنعتی اداروں کی جانب سے پھیلائی جانے والی فضائی آلودگی کی وجہ سے موت کا شکار ہوجاتے ہیں جبکہ قریباً 16 لاکھ افراد ٹھوس ایندھن کے استعمال کی بنا پر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔ ان افراد میں سے زیادہ کا تعلق غریب ممالک سے ہے۔ اسی طرح ترقی پذیر ممالک میں ہر آٹھویں سیکنڈ میں ایک بچہ آلودہ پانی کے استعمال سے مرجاتا ہے۔ ان ممالک میں اسی فیصد بیماریاں اور اموات آلودہ پانی کی بنا پر ہوتی ہیں۔ ہر سال اکیس لاکھ افراد آلودہ پانی کی وجہ سے اسہال کی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

صنعتی ممالک میں کارخانوں اور بجلی گھروں کی جانب سے ترک شدہ آلودہ زمین بھی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس زمین میں بھاری دھاتوں کی کثیر مقدار موجود ہوتی ہے۔ نیز ترقی پذیر ممالک میں کیڑے مار ادویات کا استعمال زمین کو آلودہ کررہا ہے۔ نائٹریٹ کھادوں کا استعمال اور مویشیوں کا فضلہ بھی زمین کو آلودہ کرنے کا بنیادی سبب ہے۔ یہ فضلہ جب دریاؤں تک پہنچتا ہے تو آبی حیات کے لئے زہر کا کام کرتا ہے اور اس آلودگی کے نتیجے میں خلیج میکسیکو جیسے ڈیڈ زون تشکیل پاتے ہیں۔

پھر کیمیائی مادے بھی آلودگی کا ایک مستقل ذریعہ ہیں۔ اس وقت مارکیٹ میں ستر ہزار کے قریب کیمیائی مادے موجود ہیں جبکہ ان میں ہر سال قریباً پندرہ سو نئے

مادوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ ان میں سے تیس ہزار کے قریب مادوں پر عام لوگوں کے لئے مضر ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے کوئی تحقیق نہیں ہوئی ہے۔ بعض ممالک میں عام استعمال کی جانے والی کیڑے مار دوا DDT ایک طرف تو جنگلی حیات اور انسانی دماغ کے لئے خطرناک ہے تو دوسری طرف وہ ملیریا کے علاج میں بھی مدد بھی کرتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق 7 سے 20 فیصد کینسر کے مریض آلودہ ہوا اور گھروں اور دفاتر میں موجود آلودگی کی بنا پر اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔

جرمن سائنسدانوں کی ایک تحقیق کے مطابق جڑواں بچوں کی پیدائش میں دیگر وجوہات کے علاوہ ماحول کی آلودگی بھی ایک سبب ہے اور آلودہ ماحول میں رہنے والی عورتوں کے ہاں جڑواں بچوں کی پیدائش کی شرح دُگنی بیان کی گئی ہے۔ بلکہ ان علاقوں میں جہاں کیمیاوی اخراج کی شرح زیادہ ہو وہاں جڑواں بچوں کی پیدائش اور بھی زیادہ ہے۔ ہمبرگ یونیورسٹی کے سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے جڑواں بچوں کی پیدائش کی شرح کا موازنہ تین ایسے علاقوں کے ساتھ کیا جہاں ماحول میں آلودگی کی شرح زیادہ ہے۔ ان علاقوں میں آلودگی کی شرح زیادہ ہونے کی وجہ یہاں ہسپتال وغیرہ کا کوڑا کرکٹ جلایا جانا ہے۔ ڈاکٹروں نے تحقیق کرتے ہوئے اس بات کو بھی مدنظر رکھا ہے کہ کہیں ان علاقوں میں افزائش نسل کی ادوایات کا استعمال زیادہ نہ ہو۔

برطانیہ میں گزشتہ دس سالوں میں جڑواں بچوں کی شرح پیدائش میں 20 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ 2002ء میں برطانیہ میں ایک ہزار ماؤں میں سے پندرہ کے ہاں جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی تھی۔ جبکہ 1992ء میں ایک ہزار ماؤں میں سے 12 کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے تھے۔ سکاٹ لینڈ اور بیلجیم میں بھی جرمنی میں ہونے والی تحقیق کے نتائج سے ہم آہنگی پائی گئی لیکن سویڈن میں یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ ماحول کی آلودگی بھی جڑواں بچوں کی پیدائش کی ایک وجہ ہے۔

روشنی سے چلنے والا خلائی جہاز

گزشتہ سال بادبانی کشتی کی طرز پر روشنی کے ذرّات سے چلنے والا پہلا خلائی جہاز ''کوسموس اوّل'' ایک روسی آبدوز سے نجی مشن پر خلا میں روانہ کیا گیا تھا۔ اس مشن پر چالیس لاکھ ڈالر خرچ ہوئے تھے جس میں سے آدھی رقم ایک ٹیلی ویژن سٹوڈیو نے دی تھی۔

جہاز کو سورج کی روشنی کے ذرّات یعنی فوٹون نے ایسے ہی دھکیلنا تھا جیسے بادبانی کشتی کو ہوا دھکیلتی ہے۔ سائنسدانوں نے بتایا تھا کہ روشنی کے ذرّات جہاز کے آٹھ بلیڈوں سے ٹکرائیں گے اور اس کو آگے دھکیلیں گے۔ روس میں تیار کئے گئے 99 کلوگرام وزنی جہاز نے پروگرام کے مطابق 804 کلومیٹر کی بلندی سے چار روز تک زمین کی تصاویر لینی تھیں جس کے بعد اس کے پلاسٹک سے بنے آٹھ بلیڈ کھل کر تیس میٹر کے دائرے میں پھیل جاتے اور یہ اپنے لامحدود سفر پر روانہ ہو جاتا۔ ایسے میں اس کی رفتار میں روزانہ 161 کلومیٹر فی گھنٹہ کا اضافہ بھی ہوتا جاتا۔

لیکن بدقسمتی سے یہ تجرباتی خلائی جہاز لاپتہ ہو گیا اور ماسکو میں مشن کنٹرولرز کو ایسے اشارے ملے کہ روانہ ہونے کے بعد راکٹ ناکام ہو گیا تھا۔ لیکن اسی مشن پر کام کرنے والی امریکی ٹیم کا دعویٰ تھا کہ جہاز سے بہت کمزور سگنل ملے ہیں۔ بلکہ کہا گیا کہ دو گراؤنڈ اسٹیشنوں میں دو الگ الگ سگنل ملے ہیں۔ اگرچہ روسی خلائی ایجنسی کے ترجمان کے مطابق، اُنہیں یقین ہے کہ اس طیارے کو لے جانے والا راکٹ، بوسٹر پرواز کے 83 سیکنڈ بعد ناکام ہو گیا تھا۔

شمسی بادبانی خلائی جہاز کا تصور سائنس فکشن سے لیا گیا ہے۔ اس مشن کا مقصد شمسی بادبان کے تصور کے قابل عمل ہونے کو ثابت کرنا تھا۔ امریکی، یورپی، جاپانی اور روسی خلائی ادارے بھی ایسے ہی تحقیقاتی مشنوں پر کام کر رہے ہیں جن کے نتائج مستقبل میں نکلیں گے۔

کیسٹ کا دور اختتام کی طرف

ہالینڈ کی کمپنی فلپس نے 1960ء میں کیسٹ کا ڈیزائن تیار کیا تھا لیکن اس نے کیسٹ پر کوئی رائیلٹی وصول نہیں کی اور دوسری کمپنیوں کو اپنا ڈیزائن استعمال کرنے کی اجازت دیدی جس سے کیسٹ آسانی سے مارکیٹ میں متعارف ہو گئی۔ اب اس کا دور اختتام پذیر ہے۔ چنانچہ 1989ء میں اپنے عروج میں آٹھ کروڑ تیس لاکھ کی فروخت کے بعد اس کی مانگ کم ہونے لگی اور گزشتہ سال صرف نو لاکھ کیسٹ فروخت ہوئیں۔

جوہری توانائی کا بین الاقوامی منصوبہ

گزشتہ سال فرانس کو دس ارب یورو (بارہ ارب ڈالر) مالیت کے بین الاقوامی نیوکلیر فیوژن ری ایکٹر کی تنصیب کے منصوبے کا حق مل گیا۔ اس منصوبے کے لئے فرانس اور جاپان کے درمیان مقابلہ تھا اور دونوں ممالک میں سے کسی ایک کے حق میں فیصلے کے انتظار میں اٹھارہ ماہ سے یہ منصوبہ تعطل کا شکار تھا۔ اس منصوبے میں یورپی یونین، امریکہ، روس، جاپان، جنوبی کوریا اور چین شامل تھے جبکہ دسمبر میں بھارت کو بھی اس کی رُکنیت دیدی گئی۔ اٹر (ITER) نامی یہ منصوبہ بین الاقوامی خلائی سٹیشن کے بعد دوسرا مہنگا ترین مشترکہ سائنسی منصوبہ ہے۔ یہ ری ایکٹر فرانس کے شہر کاداراش میں دس سال کی مدت میں تعمیر کیا جائے گا۔

نیوکلیر فیوژن کے اس منصوبے میں اتنی توانائی کا عمل دخل ہوگا کہ یہ زمین پر ستارا بنانے کے برابر ہے۔ لیکن اس عمل کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ معدنی تیل سمیت توانائی حاصل کرنے کے دیگر طریقوں کے مقابلہ میں یہ زیادہ بہتر ہے۔ زمین پر فیوژن کے عمل کو پیدا کرنے کے لئے گیس کو دس ارب ڈگری سنٹی گریڈ سے زیادہ درجہ حرارت پر گرم کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ سورج پر یہ عمل ایک کروڑ ڈگری پر ہو جاتا ہے۔ اس منصوبہ کے لئے سائنسدان کئی دہائیوں سے تیاری کر رہے ہیں۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اس منصوبے سے حاصل ہونے والا ایک کلوگرام جوہری ایندھن ایک کروڑ کلو گرام معدنی تیل کے برابر توانائی دے سکتا ہے۔

کمپیوٹر اب انسانی خیالات پڑھ سکے گا

چاقو کے حملے میں زخمی ہونے کے بعد مفلوج ہونے والے ایک شخص میتھیو نیجل کے دماغ میں گزشتہ برس امریکہ میں آپریشن کر کے ایک chip نصب کی گئی ہے جو اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات کو پڑھ سکے گی اور اُن خیالات کو ایک کمپیوٹر پر ظاہر کرے گی جس سے اس شخص کو روزمرہ کے کام سرانجام دینے میں مدد ملے گی۔ چنانچہ جیسے ہی وہ شخص کوئی کام سرانجام دینا چاہے گا، کمپیوٹر 'کرسر' کو سکرین پر موجود متعلقہ آئیکون پر لے جائے گا۔ اس ایجاد کی مدد سے مریض TV کھول سکے گا، اسے بند کر سکے گا اور چینل تبدیل کر سکے گا۔